الہلال

٩ ١

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت فی پرچہ پانچ آنہ

الہلال

ہر جمعہ کو نمبر ۱۱ ۔ بالی گنج سرکلر روڈ ۔ کلکتہ سے شایع ہوتا ہے

قیمت سالانہ مع محصول ۔ ۔	بارہ روپیہ
ہندوستان سے باہر کیلیے ۔ ۔	سولہ روپیہ
قیمت شش ماہی ۔	سات روپیہ
قیمت فی پرچہ ۔	پانچ آنہ

---

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر "منیجر [illegible] سے کی جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے ہوں انکے لفافہ پر "ایڈیٹر" کا نام ہونا چاہیے ۔

(۲) نمونہ مفت ارسال نہ ہوگا

(۳) براہ عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پتہ صاف اور خوش خط لکھیے ۔

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداری بھیجیے جسکی اطلاع ابتدا وصول قیمت کی رسید میں دیدی گئی ہے ۔

(۵) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع دیں ۔ ورنہ بصورت دیگر بغیر قیمت کے روانہ نہیں کیا جائیگا ۔

(۶) اگر آپ دو تین ماہ کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں تو اپنا پتہ تبدیل نہ کرایے ، مقامی ڈاکخانہ پر اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے ۔ اگر اس سے زیادہ عرصہ تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیکر پتہ تبدیل کرالیں ۔

(۷) منی آرڈر روانہ کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پتہ ضرور لکھدیں ۔

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتری مراسلات (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیرہ) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنہ دفتر پر غیر معمولی خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا ۔

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الکریم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۹ — کلکته : جمعه ۱۳ - صفر ۱۳۴۶ هجری — جلد ۱

Calcutta : Friday, 12, August 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نہین ؟

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وہ اپنا ترقی یافته طریق طباعة نہین رکھتی .
طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای .
پتھر کی چھپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبھی ترقی نہین کر سکتی .

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وہ هین جن مین الهلال چهپتا هی . اور عربی کا بہترین خط نسخ وہ هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین . آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین . لیکن پتھر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین .

براہ عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیي . یاد رکھیي . طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیي سب سی زیادہ اهم مسئله هی . ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین .
الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ٥٦١ مراسلات وصول هوی هین . تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	٥٦	اردو حروف کی حق مین	۱۸۲
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	۱۰٥	حروف کی حق مین بشرطیکه	
پتھر کی چهپائی کی حق مین"	۱۷۸	نستعلیق هون	

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بھی متفق ظاهر کیا هی .

آراء کی دیکھنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نہین هی . اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی . آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بھی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بھیج دین .
الهلال

افسانه

حقیقت کہاں هی ؟

یونانی علم الاصنام کا ایک افسانۂ حکمت

قدیم یونان کے مرکز ایتهنس ' فلسفه کے گہوارے اور حکمت کے. سر چشمے پر ' رات کي خاموشي چها گئي تهي -

رات نے اپني سیاه قناتیں تان دیں - محو خواب شہر کي لمبي سانسوں کے سوا کوئي آواز سنائي نہیں دیتي - اتنے میں چاند نکل آیا - روپہلي چاندني کوه و دشت پر پهیل گئي - مندروں کي سنہري برجیاں چمک اٹهیں - زیتون اور خرمے کے درخت بے ساخته کهلکهلا اٹهے !

شہروں کي ملکه ایتهنس سو رهي هے - دروازوں پر چوکیدار اونگهه رهے هیں - لیکن ' صرف ایک نوجوان هے جو اب تک جاگ رها هے !

دیوکلس حسن ' ذهانت ' دولت کے خزانوں کا مالک هے - اکاڈیمي میں حکمت کا طالب علم هے - اپنا پورا دن ' اور رات کے بهي بہت سے گهنٹے ' علم و حکمت کے پہلو میں گزارتا هے - صحبت و معاشرت سے بیزار هے - ایک پورے حکیم کي طرح پورا خلوت پسند هے - تفکرات کے سمندر میں شب و روز غواصي ؛ بس یهي اُس کا مشغله هے -

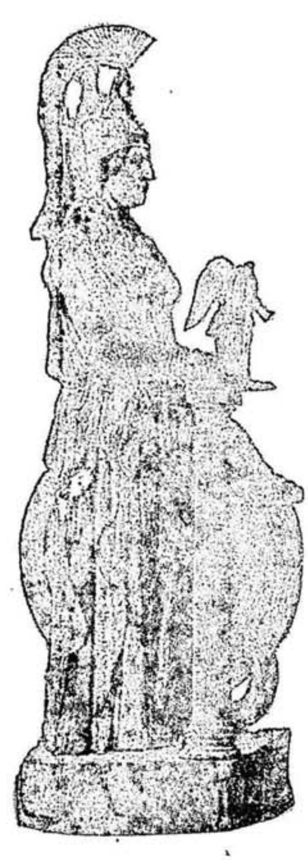

ایتهنس ' یعني حکمت کي دیوي کا مرمري خوبصورت بت اکاڈیمي کے صحن میں نصب تها - دیوکلس سب طالب علموں سے زیاده ' حکمت کے اس خاموش مجسمه کے پاس جاتا اور همیشه اُس کے تصور میں غرق رهتا - اُس کي دل کي مناجاتوں کا قبله یهي تها - اُس کے دماغ کے استغراق کا مرکز اِسي میں تها - وه اس کي دلفریب صورت پر غور کرتا - وه اُس کے جمال معني و حقیقت کي جستجو میں محو هوجاتا - وه اُس سے حکمت کي وحي اور علم کا پیام رباني طلب کرتا - وه حکمت کي جستجو میں حکمت کے مجسمه کا عاشق تها !

***

آج رات دیوکلس پهر دیوي کے سامنے دست بسته کهڑا هے -

رات ڈهل گئي ' مگر وه بے حس و حرکت کهڑا هے - اچانک اُس نے سر اٹهایا اور بت کے قدموں پر گر پڑا - برسوں پر برسے لینے - آنسوؤں سے اُس کے پاؤں دهونے لگا :

" اے علم و حکمت کے مظہر محبوب ! رحم ' رحم ' مجهے ایک نظر دیکهه لے ! ایک مرتبه کے لیے میري التجائیں سن لے ! "

وه دیر تک آنکهوں کے آنسوؤں اور زبان کي دعاؤں سے مناجات کرتا رها - پهر اُس نے نظر اٹهائي - چاند نے اپني شعاعیں جمع کرکے دیوي کے چہرے کي رعنائي بے حساب کردي تهي !

هوا چلتے چلتے رک گئي - پتوں کا شور تهم گیا - پہلے سے زیاده سکون طاري هوگیا - نوجوان کا دل تنگ هوا - اُس نے لمبي آه بهري ' اور آه کے ساتهه هي آنسوؤں کي لڑیاں رخساروں پر پهیل گئیں :

" مقدس دیوي ! " دیوکلس نے جوش سے چلا کر کہا " تیرے هي قدموں پر میرا سر دهرا هے - تیري هي عبادت پر میري روح جهکي هے - تو نے میرے دل کو حکمت کے عشق سے معمور کر دیا - تو نے کمال کا لازوال شوق پیدا کر دیا - تو نے حقیقت کي جستجو کي آگ سلگا دي - یه آگ اب جلائے ڈالتي هے - یا تو همیشه کے لیے اِسے ٹهنڈا کر دے ' یا حقیقت کا جمال پنہاں ایک مرتبه دکها دے - هاں ' حقیقت ' مقدس ' عظیم حقیقت ' اِس مہیب کائنات کي حقیقت ' اس هولناک ازلیت و ابدیت کي حقیقت ' هر وجود کي روح ' مجرد حقیقت ' عریاں حقیقت - وه حقیقت ' جس کي جستجو میں تمام فلاسفه سرگرداں رهے ' اور حکیموں کو بستر خواب پر کبهي نیند نه آئي - حکمت کي پاک دیوي ! حقیقت کا چہره میري آنکهوں کے سامنے بے نقاب کردے - میں اسے جاننا اور دیکهنا چاهتا هوں - میں اُسے سارے پردوں اور نقابوں کے اندر سے دیکهنا چاهتا هوں - میں اس کي پرشش پر دل دے چکا هوں - میں اُس کي راه میں اپني زندگي اور زندگي کي تمام مسرتیں ' اپني دولت ' عزت ' حسن ' شباب ' محبت ' سب کچهه قربان کردونگا "

دیوکلس نے یه کہا اور گردن اٹها کر دیوي کا منهه دیکها - وه بدستور خاموش اور بے حس و حرکت تهي - نوجوان نے اپني پیشاني پهر اُس کے مرمري قدموں پر رکهدي اور گڑگڑانے لگا - اُس کي روح ' اُس کي آنکهیں ' اُس کي زبان ' تینوں دیوي کے قدموں پر تهے - روح آتش شوق سے جل رهي تهي - آنکهیں جوشش عشق میں بهه رهي تهیں - زبان والهٔ مناجات سے وارفته تهي !

***

اچانک درختوں کے پتے هلے ' ڈالیوں میں جنبش هوئي ' نسیم کے جهونکے چلے - هوا میں ایک آواز گونجي : " دیوکلس ! " " دیوکلس ! "

نوجوان چونک اُٹھا - اِدھر اُدھر گھبراھٹ سے دیکھنے لگا - سمجھا ' اُسکے ھم مدرسہ پکار رھے ھیں - مگر وھاں کوئی انسان بھی نظر نہ آیا -

" دیوکلس !" — " دیوکلس !" نوجوان تمنائی نے نگاہ اٹھا کر بت کو دیکھا - کیا دیکھتا ھے کہ سچ مچ کو اُسکے ھونٹ ھل رھے ھیں ! ... اچانک سنگ مرمر کے ھاتھہ میں جنبش ھوئی .... دیوی نے اپنا ھاتھہ دیوکلس کے کندھے پر رکھہ دیا .... بجلی کی ایک طاقتور لہر اُسکے بدن میں دوڑ گئی - بید کی طرح تھر تھرانے لگا - خوف کی شدت سے اُسکے حواس معطل ھوگئے ....

لیکن آواز ابتک آ رھی تھی " دیوکلس ! " " دیوکلس !"

" دیوکلس ! تونے مجھے پکارا - لے ' میں آگئی - تیری مناجات میں نے سن لی - بول ' کیا مانگتا ھے ؟"

دھشت سے نوجوان کی سانس رک گئی - بے اختیار زمین پر گر پڑا - قریب تھا ' بیھوش ھو جائے - جب کچھہ عرصہ کے بعد اُسکے ھوش حواس واپس آنے لگے - تو اُس نے خوفزدہ نظروں سے دیوی کو دیکھا :

" ھاں مقدس دیوی !" اُسنے کانپتی ھوئی آواز سے کہا " میں ھی تیرے حضور زاری کر رھا تھا - مجھے " حقیقت " کی جستجو ھے - میں " حقیقت " کو دیکھنا چاھتا ھوں - میں اُسے بے نقاب دیکھنا چاھتا ھوں ... "

" تو حقیقت کی کھوج میں ھے !" دیوی نے اپنی پر رعب آواز میں کہا " حقیقت خود یہی " وجود " ھے - حقیقت کہاں نہیں ھے ؟ لیکن ھاں ' بے پردہ ' بے نقاب حقیقت ' کبھی کوئی کائناتی نگاہ نہ دیکھہ سکی - کسی نے اِسکے دیکھنے کی جرأت بھی نہیں کی - بے نقاب حقیقت انسان کی حد نگاہ سے باھر ھے - تاھم اگر تیری یہی ضد ھے تو سمجھہ لے ' تجھے بڑی قیمت ادا کرنی پڑیگی ' ایسی بڑی ' جسکی شاید تجھے قدرت نہیں - تجھے دولت ' عظمت ' حسن — سب سے دست بردار ھوجانا پڑیگا - تجھے زندگی کا بھی آرزومند نہ ھونا چاھیے - دیوتاؤں نے " حقیقت " سے بڑھکر کوئی دولت کائنات کی اولاد کو نہیں دی ھے "

" میں اِن سب سے ھمیشہ کیلیے بخوشی دست بردار ھوتا ھوں " دیوکلس نے خوش ھوکر کہا " میں سورج بھی چھوڑنے پر طیار ھوں "

دیوی نے اپنا سر جھکا لیا - ھر طرف خاموشی پھیل گئی - درخت " زفس " کی اِس باعظمت لڑکی کی تعظیم میں جھک گئے !

دیوی نے پھر سر اٹھایا :

" بہتر " اُسنے آدمیوں کی طرح لفظوں میں کہا " تجھے حقیقت دکھادی جائیگی - لیکن ایک ھی مرتبہ میں تو اُسے نہیں دیکھہ سکتا - میں ھر سال ایک دفعہ تجھے وھاں لیجایا کرونگی - تو اُسکے چھپانے والے پردوں میں سے ' ھر مرتبہ ' ایک پردہ چاک کرسکے گا ... تو زندگی کے لباس میں رھے گا ' یہانتک کہ حقیقت عریاں اپنی آنکھوں سے دیکھہ لے "

***

نوجوان کا چہرہ مسرت امید سے دمکنے لگا - وہ خاموش رھا کہ دیکھے اب دیوی کیا کرتی ھے - اچانک وہ حیرت سے دم بخود ھوگیا - دیوی نے اپنی سنگ مرمر کی چادر اتار دی - دیوکلس کی آنکھیں دختر زفس کے حسن و جلال سے چکا چوند ھوگئیں - چشم زدن میں بت نور کا پتلہ بن گیا - ... اب اُس میں حرکت ھوئی - ... اُسنے نوجوان کو گود میں اٹھا لیا - لامتناھی فضا میں پرواز شروع کردی - ایک نامعلوم خطہ میں جا پہنچی - دیوکلس نے دیکھا ' ایک سر بفلک پہاڑ پر وہ کھڑا ھے ...

یہاں ' پہاڑ پر ' نوجوان نے کالی بدلیوں کے اندر ایک پر چھائیں سی دیکھی - جوش شناخت میں اُسکی روح اُسکے حلقہ ھاے چشم میں سمٹ آئی مگر وہ اسکے خال و خط نہ دیکھہ سکا !

" یہی حقیقت ھے " دیوی نے اپنی انگلی سے اشارہ کرکے کہا " یہی اپنی دھندلی شعاعیں زمین پر ڈالتی ھے اور فلسفی اور حکیم اُن میں نور حق کا سایہ ڈھونڈھتے ھیں - اگر یہ شعاعیں نہ ھوتیں تو دنیا تاریک رات کی طرح اندھیری ھوجاتی - انسان کی نگاہ حقیقت کو اِنھی شعاعوں میں دیکھہ سکتی ھے - تم دیکھہ رھے ھو ' وہ کس قدر ھلکی ' کیسی دھندلی شعاعیں ھیں ؟ حقیقت بے حد روشن ھے - اتنی روشن کہ سورج کی روشنی سے بھی تم اسکا قیاس نہیں کرسکتے - مگر وہ اِن پردوں کے اندر چھپی ھوئی ھے - صرف اُسکا سایہ ھی نظر آسکتا ھے - آگے بڑھ : اور اُسکا ایک پردہ چاک کر ڈال"

دیوکلس نے دیوی کے حکم کی تعمیل کی -

ھاتھہ لگتے ھی پردہ سفید پرند بن گیا - تھوڑی دیر نوجوان کے سر پر منڈلایا - پھر سیدھا آسمان کے طرف اُڑ گیا !

دیوکلس نے اب دیکھا - حقیقت کی شعاعیں پہلے سے زیادہ صاف اور روشن ھیں !

دیوی اُسے پھر زمین پر اُڑا لائی - وہ اپنی اکاڈیمی میں گیا ' اور دیوی اپنا مرمری جامہ پہنکر پھر بت بن گئی !

***

دیوکلس نے دیوی سے اپنا وعدہ پورا کیا - آرام و راحت سے منھہ موڑ لیا ' خلوت میں بیٹھا ' اور غور و فکر میں یکقلم مستغرق ھوگیا -

اب وہ انسانوں کے کسی مجمع میں نظر نہیں آتا تھا - ایتھنس کے تمام میلے اس سے خالی ھو گئے تھے -

دوسرے سال اپنے مقررہ وقت پر وہ پھر سنگ مرمر کے بت کے سامنے سر بسجود تھا - دیوی نے حرکت کی ' اور پہلی مرتبہ کی طرح اُسے غیر معلوم پہاڑ پر اُڑا لے گئی - اب اُسنے حقیقت کا دوسرا پردہ چاک کردیا - اس مرتبہ روشنی اور بھی زیادہ تیز ھوگئی - پھر وہ زمین پر واپس آ گیا - اُسکی زھد و خلوت پسندی اب اور زیادہ گہری ھو گئی تھی -

***

اُسکے رفیق اِس تبدیلی پر متعجب تھے - اُنھوں نے اُسے بہت بہت پھسلایا ' مگر وہ اپنے گوشۂ انزوا سے باھر نہ نکلا -

ایتھنس کی بعض حسین دوشیزہ لڑکیوں سے اُسکی ملاقات تھی - ایک فتنہ گر حسن اُس سے محبت بھی کرتی تھی - اُسکی یہ حالت دیکھکر ایک دن اُسکے پاس گئی :

" دیوکلس ! کیا بات ھے ؟" دوشیزہ نے مسکرا کر کہا " تم مجھہ سے بیزار کیوں ھوگئے ؟ یہ دیکھو ' میری آنکھیں ستاروں کی طرح چمکتی ھیں - میرے بال شعاعوں سے بھی زیادہ چمکیلے ھیں - میرا جسم کیسا دلفریب ھے ؟ میں نے تمھارے سوال محبت کا جواب دیا تھا ' مگر اب میں خود تم سے جواب محبت کی سائل ھوں - مجھے دیکھو ' میری محبت کی تحقیر نہ کرو - خود دیوتا بھی محبت سے انکار نہیں کرتے "

ذیوکلس نے دو شیزہ پر ایک سرد نظر ڈالي اور کہا :

" محبت میرے دل سے اُسي طرح اڑ گئي ھے جس طرح دوسرا پردہ اڑ گیا تھا " اُسنے یہ کہا اور ایک طرف کو چلدیا !

دو شیزہ حیرت سے اُسے دیکھتي رهي - بھلا یہ رمزو کیونکر سمجھہ سکتي تھي ؟ اُسنے خیال کیا ' دیوکلس دیوانہ ھو گیا ھے -

***

ایک سال بعد دیوکلس نے تیسرا پردہ چاک کیا - اُسکي نظر اور بھي زیادہ تیز ھو گئي - اسکا نفس ناطقہ زیادہ شائستہ اور بلند مرتبت ھوگیا !

اب فلسفہ کے حلقوں سے بھي وہ الگ ھوگیا - اگر کبھي اتفاق سے وہ عوام کے سامنے بولتا تو لوگوں کے کان اُسکے لیے وقف ھو جاتے - انساني دلوں کے لیے اُسکي آواز میں ایک ایسي تاثیر تھي کہ یونان کے صحنہاے حکمت میں کسي بڑے سے بڑے حکیم کي آواز کو بھي نہ ملي ھوگي - پورے ایتھنس نے جمع ھوکر فیصلہ کردیا کہ دیوکلس ' استاد عظیم افلاطون اور دوسرے تمام حکیموں سے بازي لیگیا - اُس سے منتیں کي گئیں کہ فلسفہ کي امامت قبول کرلے مگر اسنے بے پروائي سے انکار کر دیا -

اسي زمانہ میں ایسا ھوا کہ ایتھنس پر دشمنوں نے حملہ کر دیا - دیوکلس وطن کي مدافعت میں پیش پیش تھا - بے نظیر شجاعت سے لڑا - آخر زخموں سے چور چور لوٹا - ایتھنس کو فتح ھوئي - بہادروں کو فورم میں پھولوں کے تاج تقسیم کیے گیے - سب سے بڑا تاج دیوکلس کے واسطے طیار ھوا تھا - مگر عین وقت پر جب اُسے پکارا گیا ' تو وہ موجود نہ تھا !

***

برسوں پر برس گذرتے چلے گیے - ھر برس دیوکلس حقیقت کا ایک پردہ چاک کر آتا تھا - ابھي وہ جوان تھا مگر اسکا سر سفید ھو گیا - کمر جھک گئي - آنکھیں دھنس گئیں - قوی کمزور پڑ گیے - اسپر بھي وہ خوش تھا ' کیونکہ وہ عنقریب " حقیقت " کا مشاھدہ کرنے والا تھا ' اُس حقیقت کا بے پردہ بے ' نقاب مشاھدہ ' جسے کبھي کسي بشر نے نہیں دیکھا !

***

آخر فیصلہ کي رات آگئي - آج " حقیقت " پر سے آخري پردہ بھي اُٹھہ جایگا - آج بے نقاب حقیقت اسکے سامنے ھوگي !

دیوي ' دیوکلس کو حسب عادت اڑا لے گئي - اور حسب معمول حقیقت ' کے سایہ کے سامنے کھڑا کر دیا :

" دیکھہ ' حقیقت کس قدر تاباں ھے ! پچھلے برسوں میں جتنے پردے تونے چاک کیے ' وہ اسکے چہرے کے پردے نہ تھے - تیري ھي غفلت کے پردے تھے جو تونے اپني آنکھوں پر ڈال لیئے تھے - تونے ایک ایک کرکے تمام غفلتیں دور کردیں - آج آخري پردے کي باري ھے - اسکے بعد تو رو در رو حقیقت کا جلوہ دیکھہ لیگا - اگر تو اپنے کیے پر پشیمان ھے ' یا تیرے دل میں ذرا بھي خوف موجود ھے ' تو اب بھي وقت ھے - لوٹ جا ' اور باقي زندگي چین سے گزار "

دیوکلس ' جوش طلب سے دیوانہ ھوکر چلایا :

" اسي منزل کي طلب میں تو میں نے ساري عمر گزار دي - اب میں " حقیقت " سے کس طرح منھہ موڑ سکتا ھوں ؟ میں آخري پردہ بھي چاک کرونگا - میں حقیقت کو ضرور بے نقاب دیکھونگا "

اُسنے یہ کہا اور آگے بڑھا - اُسکا دل دھڑکنے لگا - ھاتھہ کانپنے لگا - وہ اپني بزدلي پر شرمندہ ھو رھا تھا مگر عمل کي ھیبت و دھشت سے بے بس تھا - اس نے دانت بھینچے ' آنکھیں بند کیں ' دل کڑا کے آگے بڑھا ' ھاتھہ بڑھایا ' اور آخري پردہ بھي کھینچ لیا ......

اُف ' ھولناکي !

پردہ ھٹتے ھي روشني غائب ھوگئي ـــ ـــ گھٹا ٹوپ اندھیري چھا گئي ... کچھہ بھي دکھائي نہیں دیتا تھا !

دیوکلس نے اتنے زور سے چیخ ماري کہ قریب تھا ' اسکا سینہ شق ھو جاے :

" حقیقت کہاں ھے ؟ حقیقت کہاں ھے ؟ اے دیوي ! حقیقت کہاں ھے ؟ مجھے تو کچھہ سجھائي نہیں دیتا - وہ ' جو آخري پردے کے پیچھے تھي ' کہاں چلي گئي ؟ ساري دنیا تاریک ھو رھي ھے ... "

" تیري آنکھیں پھوٹ گئیں ! " حکمت کي دیوي نے وقار سے کہا " اے کائنات کے بیٹے ' تیري آخري غفلت بھي اڑ گئي ! بے نقاب حقیقت کوئي بھي نہیں دیکھہ سکتا - اگر دیکھہ سکتا ھے تو اُسے پردوں ھي میں لپٹا دیکھہ سکتا ھے - کوئي دس پردوں کے اندر سے دیکھتا ھے - کوئي اِس سے کم میں دیکھتا ھے - کوئي اِس سے بھي زیادہ میں - مگر حقیقت عریاں کا مشاھدہ ناممکن ھے ... تونے دیکھنا چاھا ' تو تونے دیکھہ لیا کہ تو کیا دیکھہ سکتا ھے ! ... "

دیوکلس نے یہ سنا اور منھہ کے بھل زمین پر گر پڑا - اب اُسکے جسم میں روح موجود نہ تھي ... شاید " حقیقت " کي جستجو میں اُسنے دوسري دنیا کي راہ لي تھي ... "

الهلال

کا

یہ ۹ - واں نمبر ھی

لیکن

اسوقت تک ضرورت باقي ھے کہ توسیع اشاعت کي طرف آپ کو توجہ دلائي جاے -

اس میں شک نہیں کہ اصحاب ذوق نے جس طرح الہلال کا استقبال کیا ' شاید ھي اُسکي کوئي دوسري نظیر اردو اخبارات میں مل سکے - لیکن مشکل یہ ھے کہ پرچہ کي ترتیب و طباعت کا معیار بہت بلند ھے ' اور قیمت اُسکے مقابلہ میں بہت کم - اب یا تو قیمت بڑھني چاھیے - یا اتني وسیع اشاعت ھوني چاھیے کہ اُس سے قیمت کي کمي کي تلافي ھو جاے -

مذاکرۂ علمیّہ

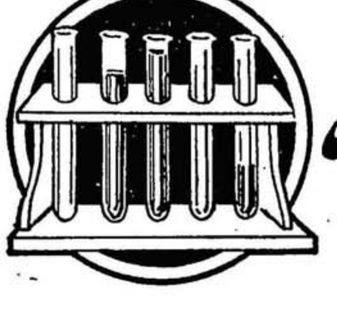

زمین پر کائنات حیات کا آغاز

علم و نظر کي درماندگیاں

روئے زمین پر ذي روح مخلوقات بہت مدت سے موجود هیں - ماهرین طبقات الارض کا تخمینه دس کرور سال کا هے - بلا شبه یه تخمینه ظني هے - لیکن یه یقیني هے که بہت هي قدیم زمانوں سے زمین پر زندگي موجود هے - زمین کي زیاده سے زیاده گہري اور پراني پرتوں اور تہوں میں بھي زنده کائنات کے نشان ملے هیں -

(نظام شمسي)

زمین پر زندگي کا آغاز کب هوا اور کس طرح هوا ؟ اِس سوال سے پہلے یه بحث سامنے آتي هے که موجوده صورت اختیار کرنے سے پہلے خود زمین کي حالت کیا تهي اور اُس پر کتنے دور انقلاب کے گزر چکے هیں ؟

زمین ' نظام شمسي میں داخل هے - اِس نظام میں آفتاب مرکزي حیثیت رکھتا هے - اور سیاره (گردش کرنے والے ستارے) اُسکے گرد گھوم رهے هیں - یه ستارے سورج سے بہت دور هیں - مرکز سے جتني دوري بڑھتي هے ' اُتنا هي فاصله بھي زیاده هو جاتا هے - ذیل میں تخمیني فاصله ملاحظه هو :—

عطارد	—	۱٬۴۰٬۰۰٬۰۰۰	میل
زهره	—	۲٬۶۰٬۰۰٬۰۰۰	"
زمین	—	۳٬۷۰٬۰۰٬۰۰۰	"
مریخ	—	۵٬۶۰٬۰۰٬۰۰۰	"
مشتري	—	۱۹٬۲۰٬۰۰٬۰۰۰	"
زحل	—	۵۵٬۵۰٬۰۰٬۰۰۰	"
اورانوس	—	۷۳٬۰۰٬۰۰٬۰۰۰	"
نبتون	—	۱٬۱۵٬۰۰٬۰۰٬۰۰۰	"

مریخ اور مشتري کے مابین ایک عظیم دائره موجود هے - اِس میں سو سے زیاده چھوٹے چھوٹے سیارات ' آفتاب کے گرد گردش کرتے هیں - اور اُس سے تقریباً دس کرور میل دور هیں -

هر بڑے ستارے کے ساتھه ایک یا کئي چاند هیں - اور اسکے گرد چکر لگاتے رهتے هیں - چنانچه زمین کے ساتھه ایک ' مشتري کے ساتھه چار' زحل کے ساتھه دس' اورانوس کے ساتھه چار' اور نبتون کے ساتھه ایک هے -

آفتاب اپنے مرکز میں ره کر تمام کواکب کو اپني طرف جذب کرتا اور کھینچتا هے - یه تمام کواکب اور آفتاب مختلف قسم کي دهاتوں چٹانوں' اور مشتعل گیسوں سے مرکب هیں - یه دهاتیں اُسي قسم کي هیں ' جیسي زمین میں هم دیکھتے هیں - آفتاب اِن تمام کواکب سے بہت بڑا هے - زمین کا قطر اسکے مقابله میں صرف ۱/۱۰۸ هے - زمین کا حجم آفتاب کے حجم کے سامنے صرف ۱/۱۲۸۰۰۰۰ هے - مشتري سب سے بڑے ستاروں میں هے - مگر اسکا قطر بھي آفتاب سے ۱/۱۵ کي نسبت رکھتا هے - فلکیوں نے تمام کواکب اور آفتاب کے وزن کا بھي تخمینه لگایا هے - انکے اندازه میں آفتاب اپنے تمام کواکب کے مجموعي وزن سے بھي سات سو گنا زیاده وزني هے - زمین تو اسکے مقابله میں بالکل هي بے حقیقت هے - وه زمین سے ۳۲۴۰۰۰ گنا زیاده وزني هے !

آسمان پر آفتاب کے علاوه اور نظام شمسي سے باهر' بعض اور کرے بھي موجود هیں - ان میں سے بعض نظام شمسي سے بھي زیاده بڑے هیں - یه اثیر (ایتھر) اور گیسي مواد سے مرکب هیں - اور خود اپنے گرد گردش کرتے رهتے هیں -

اِس مشاهده کے بعد اگر هم نظام شمسي کو دیکھیں ' اس کے انداز پر غور کریں' اور اپنے مرکزي آفتاب ' اور اسکے حلقه کے کواکب کي گردش پر نظر ڈالیں' پھر اسکے بعد اثیر کے کروں پر غور کریں' تو باهمي مشابہت کي وجه سے فوراً ذهن میں یه خیال پیدا هو جایگا که شاید آفتاب کي تاریخ اثیر هي سے وابسته هے -

اِس خیال کي تائید اِس امر واقع سے بھي هوتي هے که اگر هم کسي سیال ماده میں گردشي حرکت پیدا کردیں ' تو فوراً دیکھینگے که وه کئي حلقوں میں منقسم هوگیا هے - سب حلقے مرکز کے گرد گھوم رهے هیں اور خود هر حلقه اپنے اندر ایک گردشي حرکت رکھتا هے - یه حرکت بہت بڑي علمي اهمیت رکھتي هے - جیسا که ابھي معلوم هوگا -

(زمین میں حرارت)

اگر هم زمین کے اندر اُتریں (جیسا که کانوں میں یا کنوئیں کھودتے وقت دیکھا گیا هے) تو هر ۳۳ میٹر گہرائي میں حرارت' سنٹي گریڈ کا ایک درجه بڑھتي جائیگي - اِس حساب سے ایک لاکھه کیلو میٹر نیچے ' حرارت کا درجه تقریباً تین هزار هوگا - معلوم هے که اتني حرارت جمله معدنیات کے پگھلا ڈالنے اور اکثر معلومه مرکبات کو گیس بنادینے کیلیے بالکل کافي هے - پھر همیں یه بھي معلوم هے که زمین کا نصف قطر تقریباً چھه هزار کیلومیٹر (۶۰٬۰۰٬۰۰۰ متر) هے - بنابریں زمین کے مرکزي حصه کا حجم ' جو مشتعل معدني مواد سے مرکب هے ' اُسکي اِس سطح یا چھلکے کے حجم سے بہت زیاده هے جسپر هم آباد هیں -

زمین کا مرکزي حصه سیال هے یا ٹھوس ؟ اِس بارے میں علماء میں اختلاف هے - بڑا گروه اُسے ٹھوس بتاتا هے ' کیونکه زمین کي

منجمد سطح اور اُسکے اوپر کي فضا اپنا بوجهه اُس پر ڈالے هوئے هے - زمین پر اِس وقت جس طرح کے آتش فشاں پہاڑ نظر آتے هیں ایسے هي پہاڑ اُن قدیم زمانوں میں بهي موجود تهے جو زمین کي عمر کا ابتدائي زمانه تها - اصطلاح طبقات الارض میں یه دور " عهد ارضي " کہلاتا هے -

گرم چشموں کا وجود اِس بات کي قطعي دلیل هے که زمین کا باطن ایک عظیم مشتعل کره هے - چونکه جزء همیشه کل کے ماتحت هوتا هے اس لیے عملاً تسلیم کرنا پڑتا هے که زمین کي یه پتلي پپڑي یا چهلکا بهي ایک زمانه میں اپنے کل کي طرح مشتعل هوگا - زمین اپني تاریخ کے کسي قدیم دور میں آتشي کره تهي -

چاند کو بهي اگر دوربین سے هم دیکهیں تو اُس میں آتش فشانوں کے نمایاں نشان پائینگے - اِس سے صاف ثابت هوتا هے که چاند پر بهي تقریباً ویسے هي تاریخي انقلاب طاري هو چکے هیں جیسے زمین پر گزر چکے هیں -

(کانت اور لاپلاس کا نظریه)

اِس طرح کے مشاهدات پر غور کرنے کے بعد جرمن فلاسفر کانت اور اس کے بعد فرنچ ریاضي دان لاپلاس نے یه نظریه قائم کیا که شروع میں پورا نظام شمسي نہایت هي گرم گیس کا کتله تها - یه کتله کسي نا معلوم محرک کے ذریعه خود اپنے گرد گهومنے لگا - اِس حرکت نے حلقے پیدا کیے - پهر ان کے مرکز میں کثافت و انجماد پیدا هو گیا ' اور اِس کیفیت کے بعد یہي مرکز آفتاب بن گیا - پهر گردشي حرکت کي وجه سے اُن حلقوں کے اندر بهي حلقے پیدا هوتے گئے - اِن ثانوي حلقوں میں سے هر حلقے کے مرکز میں کثافت و انجماد کي کیفیت پیدا هوئي اور ایک نیا کوکب ناري بن گیا - پهر اس مرکز سے محیط حلقوں میں بهي کثافت و انجماد کا عمل شروع هوا اور بتدریج ایک یا کئي چاند پیدا هو گئے - مگر یه بهي اُس وقت آتشیں تهے - بتدریج ٹهنڈے هوکر موجوده شکل میں آئے هیں - بعض کواکب کے گرد اب تک اُس تاریخي عهد کے حلقے موجود هیں - چنانچه دوربین میں زحل کے گرد علاوه اُس کے دس چاندوں کے ' تین تهیں رکهنے والا گیسي حلقه بهي دکهائي دیتا هے -

خاص زمین کے متعلق مذکوره بالا علماء کا نظریه یه هے که وه بتدریج ٹهنڈي هونا شروع هوئي ' یہانتک که اُس کي سطح جم گئي - جب زمین کي حرارت ٣٥٠ درجه پر پہنچي تو اُس پر پارے کي موسلا دهار بارش هوئي - جب حرارت اور کم هوئي اور ١٠٠ درجه پر آئي ' تو کهولتے هوئے پاني کي بارش شروع هوگئي - مگر چونکه زمین اور اُس کي فضا کي حرارت هنوز بهت زیاده تهي ' اِس لیے پاني جمع نه هوسکا اور بهاپ بنکر اڑ گیا - پهر جب حرارت ١٠٠ درجه سے بهي کم هوگئي ' تو اُس وقت بارش کا پاني جمع هوا اور سمندروں کي تکوین هوئي - اُس زمانه کے سمندروں کا رقبه موجوده سمندروں سے بهت زیاده تها - کیونکه اُس وقت زمین کا داخلي حصه به سبب شدت حرارت کے پاني سے خالي تها - اور اُسکي موجوده سلوٹیں وجود میں نہیں آئي تهیں جنهوں نے بعد میں پہاڑ اور سمندر کي گہرائیاں بنائیں - سمندر کے متعلق یه خیال محض نظریه نہیں هے بلکه علماء طبقات الارض کا مشاهده هے -

(کائنات حیات)

اب زنده کائنات کي بحث سامنے آتي هے - ظاهر هے بهت شدید حرارت میں زندگي موجود نہیں هوسکتي - اس لیے لازمي طور پر تسلیم کرنا پڑتا هے که زمین اپنے اولین زمانوں میں زندگي سے خالي تهي - یه تسلیم کرنے کے معني یه هوئے که هم یه بهي تسلیم کرتے هیں که زمین پر زندگي همیشه سے موجود نہیں تهي - بعد میں اُسکا آغاز هوا -

اب یه سوال پیدا هوتا هے که زندگي یا اولین ذي روح کائنات کا آغاز کن مواد سے هوا ؟ کیا اُن جمے هوے معدني مواد سے جو شدید حرارت کي وجه سے اولین سمندروں میں پاني کي طرح بهه رهے تهے ' اور گرمي کے کم هونے پر جم گئے ؟ اگر یه مان لیا جائے تو بحث ختم هوجاتي هے -

(دو مذهب)

لیکن بعض موانع ایسے موجود هیں که اِس بات کا فوراً تسلیم کرلینا ممکن نہیں - اس کا فیصله اِس مسئله کے فیصله پر موقوف هے که غیر ذي روح اشیا سے ذي روح اشیا پیدا هوسکتي هیں یا نہیں ؟ اس بارے میں جمهور اهل علم کا مذهب یه هے که نہیں هوسکتیں یا کم از کم نہیں هوتي هیں' لیکن تولد ذاتي کے قائل اسکے خلاف هیں -

مذهب جمهور کي بنیاد واضح هے - وه کہتے هیں اس طرح کي کوئي تخلیق علمي طریقه پر ثابت نہیں هوئي هے - ایک زمانه میں عوام کا یه خیال خواص میں بهي پهیلا هوا تها که بهت سے جانور مٹي ' پاني ' اور مختلف غیر ذي روح مواد سے پیدا هو جاتے هیں - مثلاً وه سمجهتے تهے ' حشرات الارض مٹي اور پاني سے پیدا هو جاتے هیں - مکهیاں اور مچهر گندگي اور کیچڑ سے پیدا هوکر اڑنے لگتے هیں - مینڈک کے بچے بارش کے ساتهه هي زمین سے اُٹهنے لگتے هیں - یا پنیر اور اسي طرح کي چیزوں میں خود بخود کیڑے رینگنے لگتے هیں - لیکن اب تحقیقات سے ثابت هوگیا که یه تمام جاندار غیر جاندار مادے سے پیدا نہیں هوتے - بلکه جاندار مخلوق هي سے جان حاصل کرتے هیں - ان سب کي پیدایش مختلف قسم کے کیڑوں اور مکهیوں کے انڈے سے هوتي هے جن میں سے بعض چشم غیر مسلح سے اور بعض خورد بینوں سے دیکهے جاسکتے هیں - پنیر کے کیڑوں پر ایک زمانه میں بهت زور دیا جاتا تها - مگر ثابت هوگیا که وه خاص قسم کي مکهي کے انڈوں سے پیدا هوتے هیں ' اور اگر انکي حفاظت کي جائے تو وه بڑے هوکر مکهي کي شکل اختیار کرلینگے - یه بات سترهویں صدي کے وسط هي میں پایۀ تحقیق تک پہنچ گئي تهي که مٹي وغیره سے جانداروں کي پیدایش کا خیال غلط هے -

لیکن دوسرا مذهب اُن لوگوں کا هے جو " تولد ذاتي " کے قائل هیں - خوردبین کي ایجاد نے اِنهیں تقویت دي - اُنهوں نے اعلان کیا که ایک خاص طرح کے جاندار ' مرده پتیوں کے رس جیسے سیال مادوں میں پیدا هو جاتے هیں - لیکن میلن اڈورڈز اور شوان وغیره علماء علم الحیات نے اس سے انکار کیا - وه کہتے هیں اگر هم ان سیال مادوں کو آگ پر رکهکر کهولائیں اور اُن جراثیم سے آلوده نه هونے دیں جو هوا میں موجود هیں ' تو ان میں کبهي یه جاندار پیدا نه هونگے - یه بهي در اصل هوا کے جراثیم کي پیداوار هیں -

مذهب " تولد ذاتي " کے ماننے والوں نے جراثیم (خوردبیني کیڑوں) کي نسبت بهي دعوا کیا تها که یه اُن قابل حیات اور معدني مواد سے پیدا هوتے هیں جو سیال مادوں اور بیمار جسموں میں موجود هیں - لیکن پاسٹیور نے اسکي تغلیط کي - اس نے ثابت کیا که اِس میں بهي وهي غلطي هے جو بڑے جانوروں کي پیدایش کے سطحي معائنه میں هوئي تهي - یه جراثیم بهي هوا کے جراثیم سے

پیدا ہوتے ہیں ' اور ایک جان سے دوسرے وجود کی جان متولد ہوتی ہے - چنانچہ اس نے تجربہ کرکے دکھا دیا کہ انجیکشن کا قوام ' گوشت کا ست ' اور آلو جیسی ترکاریاں جو انکی مزعومہ پیدایش کا سب سے بہتر اور اصلح محل ہیں ' جب ہوا سے بالکل محفوظ کردی جاتی ہیں یا بہت اچھی طرح اُبالدی جاتی ہیں ' تو ان میں جراثیم کی پیدایش بالکل نہیں ہوتی - موجودہ علماء مادیئین کا خیال ہے کہ پاسٹیور نے اپنے تجارب سے مذہب تولد ذاتی کی دلیلیں کمزور کردی ہیں -

عہد آخر کے حکما میں ارنسٹ ہیگل ' مذہب تولد ذاتی کا سب سے بڑا عالم ہے - وہ کہتا ہے " اگر فی الحال تولد ذاتی کا وقوع ناممکن نظر آتا ہے تو اِس سے بطلان لازم نہیں آجاتا - کیونکہ جس زمانہ میں یہ واقع ہوا تھا ' اُس وقت سمندروں کا پانی ایک خاص طبعی حالت اور کیمیاوی خاصیت رکھتا تھا - حرارت کا درجہ ' نمک کی نوعیت ' اور پگھلے ہوئے گیسوں کی کیفیت کچھہ اور ہی طرحکی تھی - ایک محدود زمانہ تک یہی حالت رہی - پھر اُس کے بعد کبھی پیش نہیں آئی - لہذا تولد ذاتی کے اِس وقت محال نظر آنے سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ اُس عہد میں بھی محال تھا - اب زمین کی وہ حالت باقی نہیں رہی ہے جو اُس وقت تھی جب تولد ذاتی شروع ہوا تھا -

لیکن اس مذہب کے مخالف کہتے ہیں ' مشاہدہ اس خیال کی تصدیق نہیں کرتا - علماء علم الحیات نے سخت کوششیں کیں - طرح طرح کے تجربے کیے ' قسم قسم کے ماحول طیار کیے ' مختلف مواد میں کمی بیشی کی ' حرارت اور تمام معلوم شعاعوں کی روشنی مہیا کی ' لیکن پھر بھی زندگی بے جان مواد سے پیدا نہ ہوسکی - وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ زندگی کے آغاز کے وقت سمندروں کی حالت کیسی ہی خاص اور زندگی پیدا کرنے کے لیے صالح کیوں نہ ہو ' لیکن اس حالت سے بہتر نہیں ہوسکتی جو مختلف وسائل جمع کرکے علماء حیات نے اب مہیا کردی ہے - تاہم کوئی کامیابی نہیں ہوئی -

(مختلف نظریے)

پھر آخر زمین پر زندگی کا آغاز کیوں کر ہوا ؟ اوپر کی بحث سے یہ گتھی ذرا بھی نہ سلجھی -

ایک بہت بڑا ماہر علم الحیات کہتا ہے " زمین پر زندگی ننھے ننھے کیڑوں اور سوکھے جراثیم کی شکل میں آئی ' مگر یہ اُن چھوٹے بڑے معدنی ٹکڑوں کے ذریعہ پہنچی تھی جو دوسرے ستاروں سے ٹوٹ کر ہماری زمین پر گرے تھے - اس وقت وہ اُس زندگی کے لیے مناسب ماحول رکھتی تھی " اِس عالم کا خیال ہے کہ کواکب میں زندگی ازل سے موجود ہے - اِنھی کواکب کے اجزاء ٹوٹ کر دوسرے کواکب میں زندگی کے جراثیم پہنچاتے رہے ہیں -

مشہور عالم علم الحیات ہلمہولٹز اور ٹامسن کی بھی یہی رائے ہے - پروفیسر ارہینیس نے یہ نظریہ اور زیادہ وضاحت و اضافہ کے ساتھہ بیان کیا ہے - وہ کہتا ہے " زندگی بھی اُسی طرح ازلی ہے جس طرح خود مادہ ازلی ہے - زندگی کے تخم یا جراثیم کواکب سے ہمیشہ جدا ہوتے رہتے ہیں - آفتاب کے نور میں یہ خاصیت موجود ہے کہ وہ اِن حقیر جراثیم کو پھیلاتا اور فضا میں بہاتا ہے - آفتاب کے نور کی یہ خاصیت مکسویل کے تجربوں سے یقینی طور پر ثابت ہوچکی ہے -

بنابریں فضا اِن جراثیم سے لبریز ہے - یہ جراثیم پانی اور ہوا سے محروم ہونے پر بھی زندہ رہتے ہیں - نیز بالائی فضا کی سخت سردی بھی برداشت کرلیتے ہیں - علماء کا خیال ہے کہ وہاں برودت صفر سے ۲۲۰ - درجہ نیچے ہے - یہ جراثیم ہر لمحہ بہت بڑی مقدار میں آسمانی اجزاء کے ساتھہ ایک ستارہ سے دوسرے ستارے میں گرتے رہتے ہیں - آفتاب کی قوت دافعہ اس نقل و حرکت میں اُنہیں مدد دیتی ہے "

لیکن تولد ذاتی کا مذہب بھی اس وقت تک سپر انداز نہیں ہوا ہے - ارنسٹ ہیگل کے بعد بفلوگر نے اس کی از سر نو صدائیں بلند کیں - اُس کا نظریہ بھی ہیگل کے نظریہ سے مشابہ ہے - وہ کہتا ہے " قابل حیات مادۂ زلالیہ (Albumen) بلا کسی واسطے کے اُس وقت خود بخود موجود ہوگیا تھا جب زمین کے پانی میں زندگی قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہوگئی تھی - اِس مادہ کی تکوین ' سیانوجن (نٹروجن اور کاربون کا مرکب) آکسیجن ' اور دوسرے پگھلے ہوئے معدنی مواد کے اتحاد کا نتیجہ تھی - جوں ہی اِن اشیاء کا باہم اجتماع ہوا ' قابل حیات مادۂ زلالیہ وجود میں آگیا - پھر تدریجی ترقی کے بعد ادنی جانداروں کی شکل میں تبدیل ہوگیا - یہی ابتدائی جاندار ' جملہ حیوانات و نباتات کی اصل ہیں " اِس عالم کا خیال ہے کہ شروع میں صرف ایک جاندار نے ظہور کیا تھا - پھر اُس سے دو جاندار پیدا ہوگئے - یہی دونوں جملہ ذی روح کائنات کے مورث اعلی ہیں - ایک سے نبات کا سلسلہ شروع ہوا - دوسرے سے حیوان کا -

سنہ ۱۸۸۰ - میں ایک عالم پریئر نے تمام علماء سے مختلف مذہب اختیار کیا - وہ کہتا ہے " عالم کون میں زندگی ازلی و قدیم ہے - زمین پر زندگی اسوقت بھی موجود تھی جب وہ ایک آتشی کرہ تھی " وہ یہ بھی تسلیم نہیں کرتا کہ جمادات سے زندگی کا آغاز ہوا - اُسکا دعوی ہے کہ خود جمادات کسی ازلی زندگی سے پیدا ہوے ہیں - ظاہر ہے کہ یہ قول شاذ اور کمزور ہے - مشاہدے کے بھی خلاف ہے - ہر کس و ناکس جانتا ہے کہ زندہ کائنات ایک خاص درجہ تک ہی حرارت برداشت کرسکتی ہیں - زیادہ سے زیادہ حرارت برداشت کرنے والے جراثیم کے تخم بھی سنٹی گریڈ کے ۱۲۰ - درجہ میں ۲۰ - منٹ سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتے - ایسی حالت میں زندگی کا اسوقت موجود ہونا جب یہ کرہ ایک آتشی کرہ تھا ' کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے ؟

(وما اوتیتم من العلم الا قلیلا)

غرضکہ زندگی کی گتھی باوجود علم کی اس تمام جد و جہد کے ' ابتک سلجھہ نہیں سکی ہے - یہ ایک معما ہے جس کا حل عقل انسانی کی دسترس سے باہر تھا اور اب تک باہر ہے - جس قدر بھی نظریے قائم کیے گئے ہیں ' اول تو وہ نظریہ سے زیادہ نہیں ' پھر ان میں بھی اس قدر فکر کا اضطراب اور رائے کا اختلاف ہے کہ ظلمات بعضھا فوق بعض کے مصداق ہیں - اب سے تیرہ سو برس پہلے اس بارے میں ادعاء علم نے نہیں بلکہ زبان وحی نے ایک اعلان کیا تھا یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی دنیا آج بھی اس سے زیادہ کچھہ نہیں جانتی - اور اس لیے وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کا حکم بدستور عقل انسانی پر حکمراں ہے !

آثار عتيقه

علـم الآثار

(Archaeology)

مصر كي ايک سب سے زيادہ محفوظ ممي

جديد علم الآثار كي بنا غالباً سب سے پہلے شمبوليں نے ڈالي - اِسنے علاقه "رشيد" (مصر) ميں ايک سنگي لاٹ ديكهي - اِس لاٹ پر ايک هي تحرير تين قسم كے رسم الخط ميں لكهي تهي : هيرو گليفي (قديم مصري كاهنوں كا خط)' ديموتيكي (قديم مصري عوام كا خط)' خط قبطي (يه خط در اصل يوناني هے - مصر كے فرمانروا خاندان بطليموس نے اِسے جاري كيا تها) در حقيقت يهي تحرير بعد ميں علم الآثار كي بنياد بن گئي - اُس سے هيروگليفي اور ديموتيكي ' دونوں رسمُ الخط معلوم هو گئے - اِتنا هي نہيں بلكه قديم مصري زبان بهي اسكے ذريعه مدون كر لي گئي -

آثار قديمه كے انكشاف ميں اتفاقات زمانه كو بہت دخل هوتا هے ' اگرچه صحيح ' قياس و اندازہ' سے بهي بڑي مدد ملتي هے -

چنانچه يورپ كا ايک قديم ترين اثر اِس طرح دريافت هوا كه اسپين ميں بعض آدميوں نے محض اتفاق سے ايک غار ميں جهانكا تو اُسكي ديواروں پر اُنهيں تصويريں نظر آئيں - يه تصويريں اُن حيوانات كي هيں جو اب روئے زمين پر موجود نہيں هيں - ليكن قديم ترين زمانوں ميں موجود تهے - دور حجري كے انسانوں نے يه تصويريں بنائي تهيں - ان سے ايک طرف يه معلوم هوگيا كه اِس قسم كے حيوان ايک وقت ميں موجود تهے' دوسري طرف يه پته چل گيا كه انسان كي فني ترقي كے ابتدائي نمونے كيسے تهے ؟

اِسي طرح يونان كے ايک علاقه ميں ايک مرتبه ريل گاڑي ٹوٹ گئي - بعض مسافر ٹهلتے هوئے اتفاق سے ايک ٹيلے پر چڑھ گئے - وهاں اُنهيں ايک قديم آبادي كے نشان ملے - تحقيقات سے ثابت هوا كه يه آبادي' سن عيسوي سے ايک هزار برس پہلے يہاں قائم تهي -

اِسي طرح يونان ميں ايک شخص كو اتفاق سے ٹوٹتے هوئے ظرف كا ايک ٹكڑا ملا - اِس پر يه پہيلي كنده تهي "ديو جانس فلسفي سے پوچها گيا : وہ كون حبشي هے جو سفيد روٹي كهاتا هے ؟ حكيم نے جواب ديا : وہ رات هے جو دن كو نگل ليتي هے "

آثار قديمه كے انكشاف ميں افواهوں اور افسانوں سے بهي بڑي مدد ملتي هے - چنانچه شهر تدمر كا پته اِسي طرح چلا كه اُن اطراف كے بدوؤں ميں ايک ٹيله كے متعلق مشهور تها كه اسكے نيچے شهر تدمر مدفون هے -

ايک دوسري نعش مكمل حالت ميں

اسي طرح شهر ٹراوده كا پته اس طرح چلا كه ايک جرمن لڑكا هومر كي اليڈ پڑھ رها تها - پڑهتے پڑهتے اُسے شوق هوا كه اس عجيب مقام كي سير كرے جسكي توصيف ميں هومر نے فصاحت و بلاغت كے دريا بها دیے هيں - لڑكے پر بڑي بڑي مصيبتيں پڑيں مگر يه شوق اُسكے دل سے نه گيا - علماء تاريخ كهتے تهے كه ٹراوده كا كوئي وجود نہيں هے ' محض هومر كا تخيل هے - ليكن نوجوان نے اُنكي بات نه سني اور ۳۵ سال كي عمر ميں اُس مقام پر جا پہنچا جهاں ٹراوده كي موجودگي بتائي گئي تهي - چند سال زمين كهودتا رها - يهانتک كه ٹراوده كے نشان مل گئے !

سب سے بڑا قديم اثر جو اِس وقت تک دريافت هوا هے ' وہ مشهور اٹالين شهر "پامپي" هے - پہلي صدي عيسوي ميں آتش فشاں پہاڑ نے اسے اپني راكهه سے ڈهک ديا تها - اب يه كهود كر نكال ليا گيا هے - اسكي سڑكوں پر ابتک گاڑي كے پہيوں كے نشان موجود هيں - ديواروں پر سركاري اعلان چسپاں هيں - دكانيں بدستور موجود هيں - ايک شراب خانه ميں مرمري ميز اپني اصلي حالت پر ركها هوا هے- اسكے كنارے كثرت استعمال سے گهسے هوئے هيں- گهروں ميں پاني كے نل لگے هوئے هيں- كمروں ميں تصويريں آويزاں هيں- محلوں ميں بدستور باغيچے اور چمن هيں- اگرچه سب تقريباً پتهرا گئے هيں-

دنيا كي سب سے پراني كتاب طب : مسٹر اڈوين اسمتهه نے اس منقش پتهر پر طبي مسائل پڑهے جو مصر سے برامد هوا تها -اس پر هيراٹيک حروف كنده هيں جو هيرو گليفي خط كي ايک شاخ هے -

اسي طرح ٹيونس كے سمندر ميں ايک كشتي ملي هے - يه دو هزار برس پہلے غرق هوئي تهي - اِس ميں سنگ مر مر كے ٦٥ ستون ركهے گئے تهے -

مغربي چين ميں ايک مدفون كتب خانه دستياب

دارا شاہ ایران کے نقوش خط میخی میں جن سے اولن‌سن نے
خط میخي کے پڑھنے کي کنجي معلوم کي -

ہوا ہے - خیال کیا جاتا ہے ' دسویں صدي میں یہہ دفن ہوگیا تھا - اِسمیں تبتي ' چیني ' اور ترکي زبانوں کي ۵۰۰ فٹ مکعب تحریریں موجود ھیں -

شمالي ایشیا اور جنوب روس میں ایک اسکیتھي بادشاہ کي قبر ملي ہے - یہ قبر دریائے ڈینیپر کے کنارے علاقہ ملیٹو پول کے قریب واقع ہے - اِس کي تاریخ چوتھي صدي قبل مسیح تک پہنچتي ہے - بادشاہ کے ساتھہ اُس کي تلواریں ' کمانیں ' ذرع ' خود ' قسم قسم کے زیور ' طلائي کنگھا ' اور دوسري بہت سي چیزیں دفن تھیں - اِتنا ھي نہیں بلکہ اِس سامان کے پہلو میں بادشاہ کا سائیس ' خادم خاص ' شمشیر بردار ' اور پانچ گھوڑے بھي مدفون ملے ھیں -

آثار قدیمہ کے اکتشاف کا میدان ابھي بہت وسیع ہے - کیونکہ ابھي مصر میں بکثرت ایسے قبرستان موجود ھیں جنھیں ھاتھہ بھي نہیں لگایا گیا ہے - عرب ' چین ' اور وسط ایشیا میں تو اب تک کچھہ کام ہوا ھي نہیں ہے - یمن میں بے شمار آثار ' بتوں کي شکل میں نمایاں ھیں ' اِس وقت تک اِن کي تحقیق نہیں ہوئي ہے - زمین کے اندر جو کچھہ دفن ہے ' وہ اِس کے علاوہ ہے -

امید کي جاتي ہے کہ جس وقت آثار قدیمہ کا علم ترقي کرجائیگا تو انسان کي تدریجي ترقي کي پوري تاریخ معلوم ہوجائیگي -

ذیل کي فہرست سے معلوم ہوگا کہ اِس وقت کن کن ملکوں میں آثار قدیمہ کي تحقیقات ہو رہي ہے اور کون کون جماعتیں یہ کام کر رھي ھیں :

رشید (مصر) کا مشہور پتھر جس سے شمپولین نے ھیرو گلیفي
خطوط کا راز حل کیا -

(۱) امریکہ کا عجائب خانۂ تاریخ طبیعي - اِسکي جماعتیں مکسیکو اور منگولیا میں کام کر رھي ھیں - اِنکا موضوع بحث علم الحیوان ' طبقات الارض ' اور تنقیب ہے -

(۲) امریکن متروپولیت عجائب خانۂ فنون - اِسکي جانب سے قدیم مصري تمدن کي تحقیقات ہو رہي ہے -

(۳) پنسلفانیا کي یونیورسٹي ' بابل ' فلسطین ' اور مصر میں تحقیقات کر رھي ہے -

(۴) ھار فرڈ یونیورسٹي اور عجائب خانۂ فنون جمیلہ کي جماعتیں مصر میں ایتھوپیا کي شہنشاھي کے عہد کي تحقیقات میں مصروف ھیں -

(۵) ھارفرڈ یونیورسٹي ' ھونڈوراس میں تحقیقات کر رھي ہے -

(۶) کارنیگي انسٹیٹیوٹ ' یوکا تن (امریکا) میں تحقیقات کر رہا ہے -

(۷) امریکن سوسائٹي ایشیائے کوچک میں -

(۸) امریکن انڈین میوزیم ' میکسیکو اور کوہ اوزارک میں - اِس کا موضوع بحث امریکا کے سرخ فام انسانوں کي اصلیت معلوم کرنا ہے -

(۹) برٹش فرنچ امریکن کمیٹي - بیت المقدس میں -

(۱۰) کارنافون (کانٹ کمیٹي) مصر میں -

(۱۱) ولي و (برطانیا) کي کمیٹي - بابل اور اُور میں -

(۱۲) محکمۂ آثار قدیمہ اور کونٹ پرورک - ٹیونس میں قرطاجنہ کي تحقیقات کر رہے ھیں -

(۱۳) سر جوزف ڈرلین - قسطنطنیہ میں عہد بیزنطیني کي تحقیقات کر رہے ھیں -

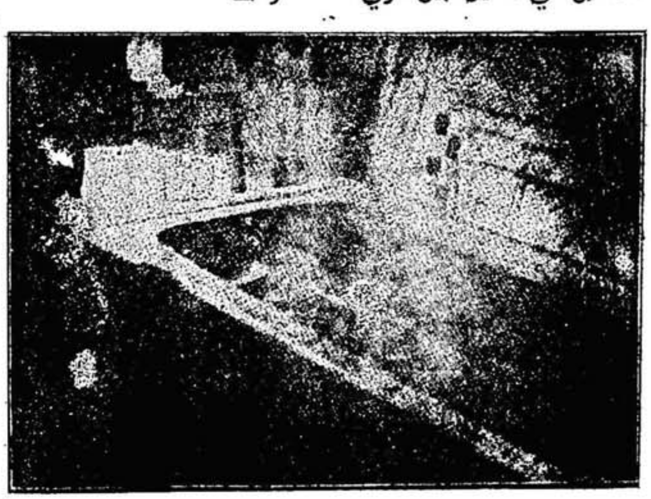

توت آنخ آمون کا تابوت اور اُس کي نعش کا نظارہ

انقلاب فرانس کے ارکان ثلاثہ

جان جاک روسو

اُسقف کا جواب

(٢)

پچھلے نمبر میں قارئین الھلال پیرس کے اُسقف اِعظم کے اعتراضات روسو پر سن چکے ھیں - آج روسو کا جواب پیش کیا جاتا ھے - یہ جواب پورے دو سو صفحے کي باریک حروف کي کتاب میں پھیلا ھوا ھے - اِس لیے اختصار کے سوا چارہ نہ تھا - تاھم اھم اور مفید پہلو ایک حد تک واضح کردیے گئے ھیں -

(معذرت)

روسو نے اپنا جواب معذرت سے شروع کیا ھے :

" اگر آپ صرف میري کتاب ھي پر اعتراض کرتے تو میں ھرگز آپ سے کوئي تعرض نہ کرتا - آپکو چھوڑ دیتا کہ جتني چاھیں نکتہ چیني کرتے رھیں - لیکن آپنے صرف کتاب ھي پر نہیں بلکہ میري ذات پر بھي بحث کي ھے - آپ کو دنیا میں جتني عزت اور قوت حاصل ھے ' اُسی مناسبت سے آپ میں یہ بات بھي ھوني تھي کہ اُن تہمتوں سے بلند تر ھوتے جن سے آپ نے مجھے آلودہ کرنا چاھا ھے "

(داستان مظلومي)

اِسکے بعد روسو نہایت بلاغت و مہارت سے اپنے قارئین کي ھمدردي حاصل کرني چاھتا ھے - وہ اپني مسکیني و مظلومي ظاھر کرتا ھے ' تمام یورپ کا اُسکے خلاف متحد ھو جانا اور عرصۂ زمین تنگ کر دینا یاد دلاتا ھے ' پھر لکھتا ھے :

" جنیوا کے غلام ' روسو کے ھاتھہ میں کوئي قوت نہیں کہ اُن ظالم اور سرکش ججوں سے جواب طلب کرسکے ' جنکے سامنے اُس پر تہمت لگائي گئي ' اور جنھوں نے اُسے طلب کیے بغیر اُسکے خلاف فیصلہ صادر کردیا ھے - اِتنا ھي نہیں بلکہ اُسے قید کرنے کے بھي درپے ھو گئے ھیں - وہ " غلام " اگر عدالت میں طلب کیا جاتا ' تو اپني برأت ظاھر کرنے ضرور حاضر ھوتا ' مگر چونکہ اُسے بلایا نہیں گیا ' اس لیے اُسے از خود حاضر ھونے کي ضرورت بھي نہ تھي - چنانچہ وہ حاضر نہین ھوا - اس پر اُسکے خلاف جنگي قوت جمع کي گئي - اُسنے قوت کے مقابلہ سے گریز کیا ' اور اس سر زمین سے بھاگ نکلا جہاں کمزوروں پر ظلم کیا جاتا ھے ' بغیر جرم کے سزا دیدي جاتي ھے ' اور بغیر جواب سنے بیڑیاں پہنا دي جاتي ھیں "

" اسے مجبوراً اپنا محبوب خارت خانہ چھوڑا - اُن دوستوں کي جدائي سہي جنسے بڑھ کر اُسکے لیے کوئي عیش نہ تھا - اپنا ناتواں جسم لیکر ھزاروں امیدوں کے ساتھہ سر زمین حریت میں پہنچا - آہ میرا وطن جنیوا ! میں نے تیري آزادي کے کیسے کیسے گیت گائے ؟ تیرے حسن و جمال کي کیسي کیسي تصویریں بنائیں ؟ دنیا میں تیرا نام کس درجہ روشن کیا ؟ آہ میں کیا کہوں ؟ میرا دل سینے میں بیٹھا جاتا ھے ' میرا ھاتھہ کانپ رھا ھے ' میرا قلم گرا پڑتا ھے . . . لیکن مجھے خاموش ھي رھنا چاھئے - مجھے جرم کا ذکر بھي نہیں کرنا چاھئے . . . کاش میں خفیہ طور پر ھي اپني ناقابل برداشت مصائب کہہ سکتا ! کاش میں اپني دل کي گہرائي ھي میں اپنے وطن کي شکایت کا خیال کر سکتا ! . . . . . "

" یہ سب کچھہ کیوں ھے ؟ میں اسکا حقیقي سبب نہیں پوچھتا - میں صرف اِسکا قریبي موجب معلوم کرنا چاھتا ھوں - مجھہ پر الحاد کي تہمت لگانے کي جرأت کي گئي ھے - مگر تہمت لگانے والے بالکل بھول گیے کہ جس کتاب پر انھیں اعتراض ھے ' وہ سب کے ھاتھوں میں موجود اور سب کي آنکھوں کے سامنے کھلي ھوئي ھے - مجھہ پر تہمت لگانے والے افسوس سے ھاتھہ ملتے ھیں : "کاش یہ کتاب کسي طرح مفقود ھو جائے تا کہ ھم پیٹ بھرکے تہمتیں تراش کرسکیں ! " لیکن اُنکي یہ امید کبھي پوري نہیں ھوگي - کتاب اُنکي حسرت کے لیے ھمیشہ باقي رھے گي ' اور آئندہ آنے والي نسلیں فیصلہ کرینگي - وہ اعلان کرینگي کہ یہ تمام گناہ ' اُسکے مؤلف کي بد عملیاں نہیں ھیں ' لیکن فضیلت کے ایک دوست کي ٹھوکریں ھیں ! "

(ایک ملحد کا ذکر)

" میں معاصرین پر اظہار رائے نہیں کرونگا - میں کسي کو بھي نقصان پہنچانا نہیں چاھتا - لیکن کیا تم نے سپنوزا کا نام نہیں سنا ؟ اُسکے الحاد میں کسے شک ھو سکتا ھے ؟ وہ خود الحاد کا مدعي تھا - علانیہ الحاد کي تعلیم دیتا تھا - مگر نہ کوئي اُسکے اطمینان میں خلل ڈالتا تھا - نہ اُسکي کتابیں چھپنے سے روکي جاتي تھیں - اور نہ ھي تاجروں کو اُنکي اشاعت کي ممانعت کي گئي - وہ فرانس آیا تو اسکے لیے ایک پر جلال استقبال طیار تھا - تمام ملکوں کے دروازے اُس پر کھلے تھے - وہ ھر جگہہ امن کي بلکہ حکومتوں کي حمایت پاتا تھا - پادشاہ اُنکا خیر مقدم کرتے تھے ' اور وعظ و درس کے ممبر اُسکے لیے نصب کراتے تھے - یہ ملحد زندگي بھر مسرت و آرام بلکہ عزت و احترام پاتا رھا "

(عہد حکمت و انسانیت !)

" لیکن آج ' جبکہ ببانگ دھل دعوي کیا جاتا ھے کہ یہ فلسفۂ و حکمت اور انسانیت کا زمانہ ھے ' دنیا کا حال کیا ھے ؟ یہ ھے کہ ایک شخص انساني محبت کے جذبہ سے مجبور ھوکر آتا ھے ' اور پوري احتیاط و احترام سے اپنے بعض خیالات پیش کرتا ھے - کیسے خیالات ؟ وہ خیالات جو اُس موجود اعظم کي عظمت نے اُسکے دماغ پر نازل کیے ھیں - لیکن دین الھي و حقیقت کے اِس حامي و ناصر کي زندگي تلخ کردي جاتي ھے - یورپ بھر میں اُسے کہیں پناہ نہیں ملتي - اُسے خدا کا پیدا کیا ھوا پاني پینے سے اور اُسکے اُگائے ھوے درختوں کي لکڑي جلانے سے بھي روک دیا جاتا ھے - وہ ذلیل و خوار پھرتا ھے - جس گوشہ میں جاکر پناہ ڈھونڈھتا ھے ' وھیں سے نکالدیا جاتا ھے - نہ اُسکي غربت پر کسي کو ترس آتا ھے - نہ اُسکي بیماریوں پر کسي کا دل کڑھتا ھے - شریر سے شریر مجرموں اور خوني سے خوني ڈاکوؤں کا بھي اِس بے دردي سے کبھي تعاقب نہیں کیا گیا ھوگا ' جیسا اِس بیکس و مظلوم کا کیا گیا ھے - اگر وہ ایک لمحہ کیلیے بھي کسي حکومت کے رحم پر بھروسہ کرلیتا ' تو آج یقیناً تاریک قید خانے میں پڑا سڑتا ھوتا ' یا پھانسي کے تختے پر اُسکي لاش سوکھہ رھي ھوتي ! "

(پادریوں کا چنگل)

" مر مر کے اسنے جلادوں کے پنجه سے رهائي حاصل کي تهي - مگر وائے بدنصیبي ' فوراً قسیسوں کے چنگل نے اُسے آ دبوچا ! میں یه اس لیے نهیں کهتا که مجهے اِس پر کوئي تعجب هے - لیکن بلا شبهه یه عجیب هے که ایسا شریف و نجیب انسان اور پیرس کا اُسقف اعظم ' جو صرف شریف النسب هي نهیں بلکه شریف النفس بهي هے ' کیونکر اپني جماعت کي بزدلي میں شریک هوگیا ؟ حالانکه اُسے ایسي دنائت سے بلند هونا چاهیے تها - ایک مذهبي پیشوا هونے کي حیثیت سے اُسکا فرض تها که مظلوم پر ترس کهائے ' نه یه که اُلٹا مظلوم کے کچلنے پر کمربسته هو جائے - وه مظلوم ' جو پہلے هي سے زمانه کے هاتهوں کچلا جاچکا هے "

" اِس اسقف اعظم کے تمام حاشیه بردار اِس ناکرده گناه کے مٹادالنے پر تل گئے هیں - وه یقین کرتے هیں که هم اُسے ضرور بالضرور مٹادینگے - حقیر سے حقیر واعظ اور ادنی سے ادنی مجاور بهي کوشش کر رها هے که اِس خود ساخته دشمن کے گلا گهونٹنے کا فخر صرف اُسي کو حاصل هو ' اور اِسکے سر پر فیصله کن ضرب اُسي کے پاؤں کي ٹهوکر سے لگے !

(اُسقف نے کیوں فتوی شائع کیا ؟)

" اے میرے سردار ! کون شک کرسکتا هے که اگر پیرس کي مجلس حکومت نے میرے خلاف حکم صادر نه کیا هوتا ' تو آپکو میري کتاب سے بغض کم هوتا ؟ بلاشبه بعض لوگ یهي خیال ظاهر کرتے هیں - مگر آپ کا حق پسند دل اِسے هرگز تسلیم نهیں کرسکتا ' کیونکه یه خلاف واقعه هے - اے میرے آقا ! مجهے بتایئے آپنے اِس سے پہلے میرا رد کرنے کي زحمت کیوں گوارا نهیں کي ؟ میں نے آپکے منصب کے خلاف رساله شائع کیا ' میں نے دبي لامبرٹ کے نام خطوط چهاپے ' کئي کتابیں لکهیں ' مگر آپکے قلم کو کبهي جنبش نه هوئي ! حالانکه میري اِن کتابوں میں بالکل ویسے هي خیالات موجود تهے ' جیسے کتاب التربیت میں ظاهر کیے گئے هیں - کیا آپنے میري یه کتابیں نهیں پڑهي تهیں ؟ حالانکه اگر نه پڑهي هوتیں تو اپنے اِس رد میں اُن پر بحث نه کرسکتے - کیا آپ کي یه خاموشي آپکے دیني فرائض کے خلاف نه تهي ؟ حالانکه بقول آپکے اِن کتابوں میں بهي الحاد کي دعوت دي گئي هے - کیا یه حقیر مؤلف اُس وقت کم خطا کار تها ' اور اب زیاده هوگیا هے ؟ حالانکه آپ اُسے پیدائشي خطا کار قرار دیتے هیں - آخر کیا بات تهي جو اِتني مدت تک زبان مبارک نه هلي ؟ یه وجه تو نه تهي که اُس وقت آپکے دشمن کم تهے ' اور میں بهي خائنوں سے گهرا هوا نه تها ؟ اُس وقت عوام میں میري کتابیں مقبول هوچکي تهیں اور آپ عوام کے غصے سے ڈرتے تهے ؟ لیکن اب ' جبکه حالات میں تبدیلي پیدا هوئي - میرے دشمنوں نے ایکا کرکے مجهه پر یورش کردي ' مجهے ملحد اور باغي مشهور کیا ' حکومت نے بهي هتیار سنبهال لیے ' اور اپنے دشمنوں نے بهي کهنا شروع کر دیا که پیشوائے اعظم هوکر آپ اِس ملحد کے خلاف کچهه نهیں کهتے ' گویا اپني خاموشي سے اُسکي حمایت کر رهے هیں ' تو آپ اپنے منصب کي حفاظت کے خیال سے اُٹهے ' اور اپنے دشمنوں کا منهه بند کرنے کیلیے میرے خلاف فتوی شائع کردیا - اے میرے آقا ! کیا اسي سبب نے آپکو میرے خلاف برانگیخته کیا ؟ اگر ایسا هي هے تو بلاشبه میرے دماغ کو شدت تحیر سے سکته هو جانا چاهیے ! "

اِس تمهید کے بعد روسو ' اُسقف کے بیان کا رد شروع کرتا هے -

(صفات الهي)

اُسقف نے لکها تها :

" روسو کهتا هے - میں خدا کي حقیقت سے بے خبر هوں ' لیکن ساتهه هي یه دعوی بهي کرتا هے که یه موجود حقیقي علم ' قدرت ' اراده ' اور حکمت رکهتا هے !"

روسو جواب دیتا هے : " خدا کي صفت ' علم هے - لیکن اسکا علم کیا هے ؟ انسان کا علم تو اُسکي قوت تفکر میں هے ' لیکن علم اقدس کسي تفکر و تأمل کا محتاج نهیں - اُسکي تفکیر کے لیے نه تو مقدمات هیں ' نه نتائج هیں ' نه فرض و قیاسات هیں - اُسکا علم ازلي هے - جو تها ' جو هے ' جو هوگا ' سب اُس پر آشکارا هے - تمام حقائق اُسکے سامنے ذرۂ ریگ سے بهي چهوٹے هیں - تمام دنیا اُسکي نظر میں قطرۂ آب سے بهي محدود هے ' تمام اگلے پچهلے زمانے اُسکے نزدیک لمح بصر سے بهي مختصر هیں "

" باقي رهي قدرت الهي ' تو قدرت الهي کا یه حال هے که انسان کو اپني قوت عمل کے لیے وسائل عمل کي ضرورت هوتي هے - لیکن خدا کو کسي وسیلے کي ضرورت نهیں - قوت الهي خود اپني قوت سے عمل کرتي هے - خدا قادر هے ' کیونکه وه اراده رکهتا هے - اور اُسکا اراده هي اُسکي قدرت هے !"

" خدا ' لاریب خیر هے - انسان کا خیر یه هے که که اپنے بني نوع سے محبت کرے - لیکن خدا کا خیر اُسکا وه نظام هے جس سے وه کائنات کو سنبهالے اور تمام اجزاء کو باهم جوڑے هوئے هے -

" خدا لاریب عادل هے - عدل الهي بهي اُسکے خیر هي کا ایک نتیجه هے - انسان کا ظلم ' خود انسان کا اپنا عمل هے ' خدا کا عمل نهیں هے - روح کا اضطراب ' جس کي وجه سے فلاسفه قدرت الهي کے منکر هو جاتے هیں ' میري نظر میں اِس لا متناهي قدرت کو اور زیاده واضح کرنے والا هے - انسان کا عدل یه هے که هر حقدار کو اُسکا حق دیدے - خدا کا عدل یه هے که هر ایک سے اپني نعمتوں اور بخششوں کا حساب لے ! "

(حقیقت الهي)

" یهه صفات میں نے عقل کي منطق کي راه سے معلوم کي هیں - لیکن میرے دماغ میں اُنکا مفهوم مرتب و مفصل نهیں هے - میں اُنهیں تسلیم کرتا اور انپر اصرار کرتا هوں ' مگر اُنکي پوري حقیقت کا احاطه نهیں کر سکتا - عقل اِسکا احاطه کر هي نهیں سکتي - اِسکے معني دوسرے لفظوں میں یه هوے که میں حقیقت سے لا علم هوں - اور اسلیے میري حیثیت یه نهیں هے که میں جانتا هوں اور اصرار کرتا هوں - میں اپنے دل سے بے فائده کهتا هوں " یهي خدا هے " میں بے فائده اُسکا شعور کرنا چاهتا هوں - میں بے فائده اپنے ذهن میں اُسکا تصور کرتا هوں - " بے فائده " اس لیے که اِس سے خدا کي حقیقت پر ذرا بهي روشني نهیں پڑتي - میں هرگز معلوم نهیں کر سکتا ' خدا ایسا کیوں هے ؟ اُس میں یه صفات کیونکر قائم و موجود هیں ؟

" میں اُسکي حقیقت جاننے کي جتني زیاده کوشش کرتا هوں اُتني هي اُسکي حقیقت پوشیده هوتي جاتي هے - میري یه عقل کي بے بسي مجهه میں اُسکا اعتقاد و ایمان اور بهي زیاده مستحکم کر دیتي هے - میں جس قدر اُس کا تصور کم کر سکتا هوں ' اُسي قدر اُس سے زیاده وابسته هوتا اور اُتنا هي اُسکي عبادت پر جهکتا جاتا هوں - بالاخر اُس کے رو برو گر پڑتا هوں اور کهتا هوں " میرا وجود تجهي سے هے اے خالق کائنات ! میں جس قدر زیاده تجهه میں غور کرتا هوں ' تو اتنا هي زیاده میرا نفس بلند هوتا جاتا هے ' مگر تیري حقیقت برابر مجهه سے مستور هي رهتي هے ! تجهه میں میرا فنا هو جانا ' میري عقل کا سب سے بڑا کارنامه هے ! تیري عظمت نے میري عقل مبهوت کردي هے ' مگر میري نا تواني کو بهي قوت سے بدل دیا هے !"

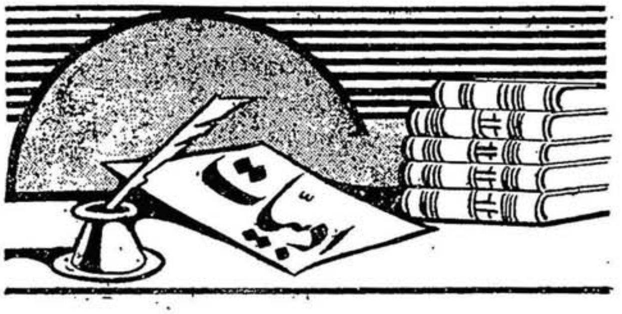

حکمت اور شعر کے منتخبات

حکما و شعراء مغرب کے بعض افکار و خواطر

(حسن)

حسن خدا کی مخلوق پر اُس کا مہر ہے — بیٹشر'

حسن بغیر نزاہت کے ایسا ہے' جیسے بے نمک کھانا — امرسن -

ارسطو سے پوچھا گیا " حسن کیا ہے ؟ " اُس نے جواب دیا " یہ سوال اندھوں سے کرنا چاہیے " — بیکن

حسن ' جہاں بھی ہوتا ہے ' سراها جاتا ہے — گوئٹے

حسن ' ایک جال ہے ' جس سے قدرت عقلوں کا شکار کرتی ہے — لیگس -

عورت کا اپنے حسن پر غرور اُس کی طرف سے اقرار ہے کہ اُس کے پاس حسن کے سوا کوئی چیز قابل فخر نہیں — میڈ مرزیل دی اسپیناس

خوبصورت عورت آنکھ کے لیے جنت ہے ' قلب کے لیے دوزخ ہے ' جیب کے لیے ویرانی ہے -

خوبصورت ' بد صورت سے اُسی طرح بچے' جس طرح ذہین غبی سے بچتا ہے — پوپ

تمہاری یہی کیا کم فتحمندی ہے کہ تم خوبصورت ہو؟ — ہوگز

جب ہم میں اِس قدر صلاحیت پیدا ہو جائیگی کہ ہم خدا کے ہر عمل میں حسن و جمال محسوس کرنے لگیں گے' تو اُس وقت ہم دعوی کرسکیں گے کہ ہم اُس کی حقیقت سے واقف ہو گئے ہیں — رسکن

حسن ' تمام نوع انسانی کے لیے سعادت ہے - ہر مخلوق اُس کے زیر اثر آکر بھول جاتی ہے کہ وہ محدود ہے — شیلر

حسن سے محروم عورت' زندگی کی نصف لذت سے محروم ہوتی ہے — مدیم دی مونتارین

حسن بہت ہی کم عمر چیز ہے — دی لنکلر

اِس یقین سے زیادہ عورت کے لیے کسی بات کا یقین مشکل نہیں کہ وہ اپنے حسن سے محروم ہوگئی ہے — روشبراون

کبھی عورت خوبصورت ہوتی ہے ' مگر اُس کا حسن اُس وقت تک نہیں کھلتا ' جب تک اُس کا دل محبت کے لیے نہیں کھل جاتا — لا برویر -

حسن ' قدرت کا عورت کو سب سے پہلا عطیہ ہے ' اور یہی سب سے پہلے اُس سے چھن بھی جاتا ہے — میرہ -

عورت اپنے محبوب کی جدائی گوارا کرسکتی ہے مگر اپنے حسن کی جدائی گوارا نہیں کرسکتی — روشبراون

مرد کو شادی کے معاملہ میں اعلی حسن سے پرهیز کرنا چاهیے- کیونکہ حسن قبضہ میں آتے ہی گھٹ جاتا ہے' مگر اُس کی مصیبتیں زندگی بھر باقی رہتی ہیں — روسو

جس عورت میں بجز حسن کے اور کوئی جوہر نہیں ہوتا ' اُس کی مثال روغنی روٹی کی سی ہے- یہ گرم اچھی معلوم ہوتی ہے اور سرد ہوتے ہی اپنا سارا ذائقہ کھودیتی ہے — سیجور

(عورت)

تمدن اچھی عورتوں کے اقتدار کا نام ہے — امرسن

عورت کی شیرینی گلاب کی طرح جلد ختم ہو جاتی ہے — گوئٹے

زندگی کی سب سے لذیذ شیرینی ' بیوی کا اپنے شوہر کو مخلصانہ سلام ہے — ولز

عورت کی انانیت اپنے اندر دو انانیتیں رکھتی ہے — مدیم دی استائل

خدا کی انسان پر سب سے قیمتی بخشش ' عورت ہے - گوپار

کاش ' عورت تنہا میرا ہی حصہ ہوتی ! — اریپڈس

عورت انسان اور فرشتہ کے بین بین ایک مخلوق ہے — بلزاک

عورت اُس شخص کو حقیر سمجھتی ہے جو اُس سے محبت نہیں کرتا ہے' مگر وہ خود اُس سے محبت نہیں کرتی — ایلزبیتھ ' استودرث

* * *

انسان اپنے نفس کو اُسی وقت سمجھ سکتا ہے جب وہ مصیبت میں پڑتا ہے — الفرد دی موسیہ

شک ' ہمیشہ امید کے پیچھے لگا رہتا ہے — بلزاک -

ترقی لنگڑی چال چلتی ہے — سانت بو

نا مکمل تعزیت سے رنج زیادہ ہوجاتا ہے — روسو

عظمت ' طمع ' فوج ' جنگی جہاز ' تاج ' تخت ؛ یہ انسان کے کھلونے ہیں جب وہ بڑا ہوجاتا ہے — وکٹر ہیوگو

میری تمام مصائب کی علت یہ ہے کہ میں لوگوں سے حسن ظن رکھتا تھا — روسو

(ذهانت)

ذہانت کیا ہے ؟ یہ محض سمجھنے کی صلاحیت ہی کا نام نہیں ہے - کیونکہ حیوان بھی سمجھ رکھتا ہے مگر ہم اُسے ذہین نہیں کہہ سکتے - سپاہی اپنی ڈیوٹی سمجھتا اور پوری کرتا ہے مگر ذہین نہیں کہلاتا - بندر کی ذہانت ' محض ایک بے نتیجہ عقلی اضطراب ہے - جو بچہ اپنی حرکتوں سے تمہیں ہنساتا ہے ' ذہین نہیں ہے - کیونکہ اُس میں بندر کی جبلت آگئی ہے - جو عورت بہت سی اشیاء کا علم رکھتی ہے ' ذہین نہیں ہے - کیونکہ معمولی باتیں اُس کے دماغ کو پراگندہ کر ڈالتی ہیں - کیا حساب داں ذہین ہوتا ہے ؟ شاعر کی نظر میں حساب داں مالیخولیا کا مریض ہے ! کیا شاعر' ذہین ہوتا ہے ؟ ریاضی داں شاعر کو سراسر بیوقوف سمجھتا ہے ! ماہر مالیات کی نظر میں ناول نویس ' دو پاؤں کا احمق حیوان ہے ! جو آدمی ' دور از کار نظریے بناتا ہے ' کیا ذہین ہے ؟ کیا ہمیشہ خاموش رہنے والا ذہین ہے ؟ کیا اپنی عینک کے شیشوں سے ' سرد اور بے اثر نظروں سے تمہیں دیکھنے والا ذہین ہے ؟ نہیں !

ذہانت کی تعریف ناممکن ہے — ا - مارتین

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دست طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں، تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لیگئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W.1.

جو

دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے

اور

جسے ملک معظم برطانیہ اور انکے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں او ملحقہ ممالک میں شایع ہوتا ہے

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی، دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجے کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرے سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے

ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرے کی مفصل فہرست شائع ہوا کرتی ہے

یاد رکھیے

موسم گرما کا نایاب تحفہ

صرف ہمدرد دواخانہ سے ملیگا

شربت رُوح افزا ۲۹۳ (رجسٹرڈ)

جو تقریباً ۲۰ سال کے عرصہ میں اپنی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے اسم با مسمیٰ ہو کر بلا تفریق مذہب عام ہر دلعزیزی و شہرت مقبولیت حاصل کر کے نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک غیر تک شہرت حاصل کر چکا ہے اور جسکو چشم بد (جرائم) سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام ہندوستان کے واسطے گورنمنٹ سے رجسٹرڈ بھی کرا لیا گیا ہے۔

محترم ناظرین! آپ میں جو اصحاب اس کا استعمال کر چکے ہیں اُن سے تو اس کے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ کی مسلسل و پیہم مشتاقانہ خریداری اسکی پسندیدگی و قدر دانی کی خود دلیل ہے لیکن ہندوستان جیسے وسیع براعظم میں جن لوگوں کو اس کے استعمال کا اب تک اتفاق نہیں ہوا اُن سے اس کی بیشمار خوبیوں میں سے چند عرض کی جاتی ہیں۔

اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس شربت کا استعمال کسی مذہب کے خلاف نہیں۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ ہر تندرست انسان بلا قید عمر و مزاج موسم گرما میں خوش ذائقہ و فرحت بخش چیز کی حیثیت سے استعمال کر سکتا ہے۔

ناظرین! یہ شربت کیا ہے؟ اعلیٰ قسم کے فواکہات مثل انگور، سیب، زنگترہ وغیرہ اور بہت سی اعلیٰ ادویہ کا مرکب ہے جو خاص ترکیب اور جانفشانی سے تیار کیا جاتا ہے۔ مفرح قلب ہے۔ خوش ذائقہ ہے۔ تشنگی اور گھبراہٹ کو دور کرتا ہے۔ اختلاج قلب دوران سر درد سر و متلی وغیرہ کی شکایات کو رفع کرتا ہے۔ سوداوی امراض کے واسطے عموماً اور گرم مزاج والے اصحاب کے واسطے خصوصاً بہت مفید ہے۔

معنوی خوبیوں کے علاوہ جو استعمال سے تعلق رکھتی ہیں ظاہرا طور پر رنگ دلفریب اور پیکنگ کی صفائی دیدہ زیب ہے اسکی اشاعت سے محض ذاتی نفع مقصود نہیں بلکہ ہم خرما وہم ثواب کے مصداق پبلک کی خدمت کرنا اور ہندوستانی اشیاء کی ترویج کو ترقی دینا مد نظر ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ آپ بوتل دیکھ کر اور استعمال کر کے جو بیدار شدہ نوخیز ہندوستان کی صنعت کا اُمید افزا نمونہ ہے اور جس کی ہر چیز دیسی ہے خوش ہوں گے اور باوجود اس قدر خوبیاں ہونے کے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ ہر حیثیت کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

نوٹ: اس شربت کی عام مقبولیت کو دیکھ کر بہت سے ہمارے ہم پیشہ حضرات ناجائز فائدہ اُٹھانے کی مختلف ترکیبیں نکالتے ہیں مثلاً کوئی اس شربت کا ملتا جلتا نام رکھ لیا ہے۔ لہذا آپ شربت خرید کرتے وقت دھوکا نہ کھائیں بلکہ بوتل پر ہمدرد دواخانہ کا خوشنما لیبل اور اس پر لفظ رجسٹرڈ ضرور ملاحظہ فرمائیں

واضح رہے کہ یہ شربت ہمدرد، دواخانہ کی مخصوص چیز ہے اور اصلی صرف ہمدرد دواخانہ دہلی ہی سے مل سکتا ہے۔

پتہ - ہمدرد دواخانہ دہلی

تار کا کافی پتہ ہمدرد، دہلی

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھیے

کہ آپ کو ایک مستند اور آخرین رہنما گائڈ بک کی ضرورت ہے جو انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں، ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں، قابل دید مقامات، اور آثار قدیمہ وغیرہ سے آپ کو مطلع کر دے۔ نیز جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جن کی ایک سیاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہے

ایسی مکمل گائڈ بک صرف

ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین

The Dunlop Guide to Great Britain

کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ ہندوستان کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

دمہ

(ضیق النفس)

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہے تو تامل نہ کیجیے۔ اپنے سے قریب دوا فروش کی دکان سے فوراً ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا منگوا کر استعمال کیجیے

بریدِ فرنگ

رُوس کا نفس پرست شاہی راہب

راسپوٹین

خاندانِ زار کی تاریخ کا آخری صفحہ

زمن حذر بنہ کنی گر لباس دین دارم
نہفتہ کافرم و بُت در آستین دارم!

انیسویں صدی کا سب سے زیادہ ہولناک مگر عبرت انگیز واقعہ روس کے خاندانِ شاہی کی بربادی ہے۔ خود زار، زارینہ، ولی عہد، تمام شاہزادے، تقریباً پورا خاندان گولی مار کر قتل کر ڈالا گیا! یہ واقعہ فرانس کے لوئی شانزدہم اور اُس کے خاندان کے قتل سے بھی دہشتناک ہے!

روس کے خاندانِ شاہی کی بربادی اور انقلاب سلطنت پر بکثرت کتابیں لکھی جا چکی ہیں، اور اُن تمام اسباب پر شرح و بسط سے بحث کی جا چکی ہے جو ان عظیم تغیرات و حوادث کا موجب ہوئے۔ ان اسباب میں سب سے بڑا اور سب سے عجیب سبب وہ ہے، جو بیسویں صدی کی متمدن دنیا کے لئے سخت حیرت انگیز ہو رہا ہے۔ یعنی روس کے حکمران اور اُس کی ملکہ کی مذہبی توہم پرستی، زود اعتقادی، اور علم و عقل سے محرومی ہے! یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ان تمام تباہیوں کی اصلی علت ایک راہب تھا، جسکے دامِ تزویر میں زارینا اور زار پھنس گئے تھے۔

مشہور روسی شاہزادہ پرنس یوسوپوف کا روزنامچہ پچھلے دنوں شائع ہوا ہے۔ اس سے اس معاملہ پر اور بھی زیادہ گہری روشنی پڑتی ہے۔ اس بارے میں پرنس کے بیانات بہت اہم ہیں کیونکہ وہ تمام واقعات کا شاہدِ عینی تھا۔ صرف شاہدِ عینی ہی نہیں بلکہ راہب راسپوٹین کا قاتل بھی وہی ہے۔

اس روزنامچہ پر ابھی دنیا نے پوری طرح رائے زنی نہیں کی تھی، کہ اس سلسلہ کے ایک دوسرے راز کا انکشاف ہو گیا۔ یعنی یکایک دنیا کے ہاتھوں میں ایک نئی کتاب پہنچ گئی جو خود اسی راہب کی لڑکی صوفیا کے قلم سے نکلی ہے اور اُس کی یادداشتوں کا مجموعہ ہے۔ اس نئے بیان نے معاملہ کا ایک دوسرا رُخ واضح کر دیا، اور دنیا اس نئے انکشاف سے انگشت بدنداں ہو کر رہ گئی!

پچھلے دنوں ان دونوں کتابوں کا مختصر خلاصہ ہندوستان کے انگریزی اخبارات میں شائع ہوا تھا، لیکن ہمیں جستجو تھی کہ زیادہ تفصیل کے ساتھ حالات روشنی میں آئیں۔ خصوصاً پرنس کی بیان کردہ تفصیلات معلوم ہوں جسنے ملکہ کے اصلی خطوط بھی شائع کر دیئے ہیں۔ اب یہ تمام ذخیرہ ہمارے سامنے ہے۔ ہم پہلے پرنس کے روزنامچہ کی ایک پوری فصل درج کرتے ہیں، جس سے اس عجیب و غریب راہب کے حالات و اعمال پر پوری روشنی پڑے گی:

راسپوٹین کون تھا؟

راسپوٹین، جس سے زارینا کی عقیدت، پرستش کی حد تک پہنچ گئی تھی، سائبریا کے ایک گاؤں میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا باپ اپنے عہد کا مشہور قزاق تھا، راسپوٹین نے ہوش سنبھالتے ہی باپ کا پیشہ اختیار کر لیا اور قرب و جوار کے علاقے تاخت و تاراج کرنے لگا۔ یہ بڑا ماہر ڈاکو تھا۔ گھوڑے چرانے میں اُسے خاص کمال تھا۔ بار بار گرفتار ہوا مگر حیرت انگیز طور پر ہمیشہ بچ نکلتا رہا۔ ایک مرتبہ اُسے پولیس نے بُری طرح زد و کوب بھی کیا تھا۔ چنانچہ اُس کے زخم کا نشان عمر بھر اُس کے سر میں نمایاں رہا۔

راہب کیسے بنا؟

ایک مرتبہ اتفاق سے اُس کا گزر ایک پرانی خانقاہ میں ہوا۔ یہ خانقاہ دراصل خطاکار راہبوں کے قید کرنے کا محبس تھا۔ راسپوٹین کی ملاقات وہاں چند راہبوں سے ہوئی۔ وہ بلا کا ذہین تھا اُسنے دیکھا راہبوں کی زندگی، دنیا کمانے کے لئے بہترین زندگی ہے۔ قزاقانہ طرزِ معیشت نے اُسے جسمانی تکالیف برداشت کرنے کا خوگر بنا دیا تھا۔ اُسنے خیال کیا "میں بڑی آسانی سے راہب بن سکتا ہوں" چنانچہ وہ برابر ان راہبوں سے ملتا جلتا رہا۔ اُن سے انجیل پڑھی۔ عبادت و ریاضت کے طریقے معلوم کئے۔ وہ بہت جلد مسیحی مذہب اور رہبانیت کا عالم بن گیا۔

اب اُسنے سخت مجاہدے اور ریاضتیں شروع کر دیں۔ تھوڑے ہی دنوں میں اُس کی شہرت قرب و جوار میں پھیل گئی۔ لوگ اس قزاق کو "ولی اللہ" سمجھنے لگے۔ اسی زمانہ میں سینٹ پیٹرز برگ (لینن گراڈ) کے ایک بشپ نے اُسے دیکھا، اس کے زہد و تقشف اور مجاہدہ و ریاضت سے نہایت متاثر ہوا۔ اپنے ساتھ پائے تخت لے گیا اور محل شاہی میں داخل کر دیا۔

زارینا کی عقیدت

زارینا (ملکۂ روس) اُسے دیکھتے ہی معتقد ہو گئی۔ راسپوٹین نے بھی یہ بات محسوس کر لی۔ اپنا اثر اور زیادہ پختہ اور وسیع کرنے لگا۔ حتیٰ کہ زار پر بھی اُس کا جادو چل گیا۔ شہنشاہ اور ملکہ انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ اُس کے آگے اپنے گھٹنوں پر جھکتے تھے،

کیا آپ کو معلوم نہیں
کہ
اسوقت دُنیا کا بہترین فاونٹین قلم
امریکن کارخانہ "شیفر"
کا
"لائف ٹائم" قلم ہے؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہوسکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہے

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سُرخ اور سُنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دُنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجیے

یاد رکھیے
جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپ کو "شیفر" کا "لائف ٹائم" لینا چاہیے!

اور اُسے "مسیح ثانی" تعبیر کرتے تھے۔ وہ جب چاہتا بلا اجازت محل میں داخل ہو جاتا۔ زار اور زارینا کو طلب کر لیا کرتا۔ محل میں اُسے بالکل ویسی ہی آزادی حاصل تھی جیسی خود زار کو۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ راسپوٹین کی شان میں ایک لفظ بھی منہ سے نکال سکتا۔ ملکہ کو از حد غلو تھا اُسنے اپنے آپ کو بالکل اس دجّال کے حوالہ کر دیا تھا"

ملکہ کی مجنونانہ عقیدت کا ثبوت اُس کے اُن خطوں سے بھی ملتا ہے جو دسمبر ۱۹۱۶ء یعنی انقلاب حکومت سے صرف تین مہینے پہلے اُسنے زار کو لکھے تھے۔ پرنس یوسوپوف نے یہ خطوط اپنے روزنامچہ میں نقل کر دئیے ہیں۔ اِن سے روس کے خاندان شاہی کی ذہنیت پر عجیب روشنی پڑتی ہے۔ صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ زار کس درجہ کمزور دل و دماغ کا آدمی تھا، اور زارینہ کس درجہ پست خیال مگر ساتھ ہی اپنے شوہر پر کس قدر حاوی تھی؟ ذیل میں صرف چند خط بطورِ نمونے کے ملاحظہ ہوں:

زارینہ کے خطوط

ایک خط میں زارینہ "بروٹوف" کو وزیر داخلیہ بنانے کی سفارش کرتی ہے۔ یہ شخص راسپوٹین کا پروردہ تھا۔ راسپوٹین چاہتا تھا اسے وزیر داخلیہ بنا کر پس پردہ تمام ملک پر حکومت کرے۔ زارینہ اپنے شوہر کو لکھتی ہے:

"بروٹوف کو وزیر بنا دو۔ مخالفوں کی مخالفت کی ذرا بھی پرواہ نہ کرو، ورنہ وہ جری ہو جائیں گے اور برابر یونہی دباتے رہیں گے وہ سمجھیں گے تم اُن سے ڈر گئے ہو۔ وزیر اعظم اور ڈوما (پارلیمنٹ) کے صدر کی کیا حقیقت ہے؟ یہ ذلیل آدمی ہیں۔ کیونکہ "مقدس باپ" (یعنی راسپوٹین) نے اُن کی بابت یہی خیال ظاہر کیا ہے۔ بروٹوف کو میری خاطر وزیر بنا دو۔ کیونکہ وہ تم پر، تمھارے بچوں پر، اور روس پر جان دیتا ہے۔ ایک بڑے پادری نے مجھ سے کہا ہے "وہ سلطنت کبھی برباد نہیں ہو سکتی، جس کی حفاظت پر ولی ہوتے ہیں!" یہ قول بالکل صحیح ہے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ اپنے ولی (راسپوٹین) پر بھروسہ کریں، اس کی اطاعت کریں، اُس کی نصیحتوں پر عمل کریں۔ ہمارے ولی کی یہی نصیحت ہے کہ بروٹوف وزیر بنا دیا جائے۔ لہذا اسکے قبول کرنے میں تامل نہ کرو۔ یہ نہ سمجھنا کہ ہمارے ولی سے کوئی بات بھی مخفی رہتی ہے۔ مسیح نے اُسے سب کچھ دکھا دیا ہے۔ وہ جب کوئی دعا کرتا ہے، پوری ہو جاتی ہے۔ جس بات کو اچھا کہہ دیتا ہے، اچھی ہو جاتی ہے۔ جسے بُرا کہہ دیتا ہے، وہ بُرا ہی ثابت ہوتا ہے۔ ہم سے تم سے بہت غلطیاں ہو جاتی ہیں، مگر ہمارے اس مقدس مرشد سے کبھی غلطی نہیں ہوتی۔ اُس سے غلطی ہو ہی نہیں سکتی...!"

ایک دوسرے خط میں لکھتی ہے:

"ڈوما (پارلیمنٹ) فوراً توڑ دو۔ مخالفوں کی کوشش ہے کہ اس وقت ڈوما کے جلسے برابر جاری رہیں، تاکہ فساد کی راہیں بند نہ ہو جائیں۔ وزیر اعظم نے یہ کہکر تمھیں دھوکا دیا ہے کہ اگر ڈوما توڑ دی جائے گی تو اُسکے ممبر ملک میں پھیل کر رعایا کو بھڑکائیں گے۔ یہ وزیر اعظم کا کھلا دھوکا ہے۔ کیونکہ ہمارے مرشد کا قول ہے: اگر یہ لوگ رعایا سے جا کر بدگوئی کریں گے تو کوئی بھی اِن کا یقین نہ کرے گا۔ اِن کی ساری قوت، اِن کے ایک جگہ جمع رہنے میں ہے۔ لہذا ڈوما توڑ کر اِن شریروں کو منتشر کر دو۔"

ایک دوسرے خط کا مضمون یہ ہے:

"معاملہ خوب سوچ لو۔ یقین کرو ہمارے مرشد کی نصیحت میں تمھارے لئے سراسر بھلائی ہے... پیارے! میری دلی آرزو ہے کہ تم ڈوما توڑ دو۔ یہ لوگ اندر اندر سازش کر رہے ہیں اور تم سے آکر چکنی چپڑی باتیں بناتے ہیں۔ تم اپنی نیکی کی وجہ سے ان کی باتوں میں آجاتے ہو۔ یقین کرو، ہمارے مرشد نے جو کچھ کہدیا ہے، وہی ٹھیک ہے۔ اُنکی نصیحت پر چلکر ہم کامیاب ہو سکتے ہیں..."

ایک اور خط میں حسب ذیل پرجوش الفاظ ملتے ہیں:

"یہ لوگ تمھیں بیوقوف بنا رہے ہیں۔ تمھارا مذاق اُڑاتے ہیں تم اتنے کمزور کیوں ہو گئے ہو؟ اُٹھو، پیٹر اعظم بنجاؤ۔ اِن بدمعاشوں کو لات مار کر گرا دو۔ مجھے تمھاری کمزوری دیکھ کر سخت صدمہ ہوتا ہے ہمت باندھو اور ڈوما کو توڑ دو۔ اِن تمام بغاوت پسندوں کو ایک ایک کر کے سائبریا جلا وطن کر دو۔ ہم اس وقت جنگ میں ہیں۔ اندرونی بغاوت، میدان جنگ کی شکست سے بھی زیادہ مہلک ہوگی۔ تمھارا خیال وہ کیوں نہیں ہے جو میرا ہے؟ میں نہیں سمجھ سکتی ایسا کیوں ہے؟ بلاشبہ میں ایک عورت ہوں۔ لیکن عقل و ضمیر رکھتی ہوں میں جانتی ہوں، روس کی نجات اُسی میں ہے جو ہمارے مرشد کا حکم ہے۔ تمھیں یاد نہیں فرانسیسی مدبر مسیو فلپ نے کیا کہا تھا؟ اُسنے کہا تھا: روس کو حکومت خود اختیاری دینا، روس کو برباد کر ڈالے گا اور خود زار کو بھی! یہی ہر سچے روسی کا بھی خیال ہے۔ میں جانتی ہوں، تمھیں میری اس سخت کلامی سے تکلیف ہوگی۔ مگر میں اسپر مجبور ہو گئی ہوں۔ روس کی ملکہ، زار کی بیوی، اور ولی عہد کی ماں ہونے کی حیثیت سے میرا فرض ہے کہ اپنے خیالات تم تک پہونچا دیا کروں نیز اپنے مرشد کی نصیحتوں سے بھی تمھیں خبردار کرتی رہوں...!"

پانچویں خط میں بھی "مرشد" کے احکام کی تعمیل پر پُورا زور دیا گیا ہے:

"میری زندگی کا سب سے بڑا ارمان یہ ہے کہ تمھیں دشمن کے سامنے اس طرح سربلند دیکھوں، جس طرح شیر، لومڑیوں کے سامنے ہوتا ہے تم اِن جمہوریت پسند کمینوں کے ساتھ کیوں بیٹھتے ہو؟ طاقتور حاکم کیوں نہیں بنجاتے؟ اگر تم اکڑ جاؤ گے تو یہ سب بزدل سر جھکا دینگے۔ یاد رکھو، تمھاری اور روس کی نجات صرف اسمیں ہے کہ اس مرشد کامل کے حکموں کی تعمیل کرتے رہو...!"

مقدس نفس پرستی!

یہ حال ملکہ کی عقیدت کا تھا، حالانکہ اس راہب کی ذاتی زندگی ناقابل بیان حد تک فاسقانہ تھی۔ اُسوقت روس میں "کلیسٹیزم" کا بہت زور تھا۔ "کلیسٹیزم" باقاعدہ نفس پرستی کا دوسرا نام ہے۔ اس مذہب کے متبعین کا عقیدہ تھا کہ قوائے شہوانی، خدا کا ایک عظیم عطیہ ہیں۔ اس بخشش کا شکریہ اسی طرح ادا کیا جا سکتا ہے کہ اُن سے انسان دل کھولکر متمتع ہو، اور ہرگز اُنکے استعمال میں بخل نہ کرے۔ چنانچہ یہ لوگ فسق و فجور میں اس درجہ بے روک تھے کہ کسی طرح بھی قلم اُس کی طرف اشارہ نہیں کر سکتا۔ تفصیلات ناگفتہ بہ ہیں۔ راسپوٹین بھی اسی گروہ میں شامل تھا۔ قصر شاہی میں زہد و تقشف ظاہر کرتا، اور باہر آکر شراب خواری اور ہر طرح کے فسق و فجور میں منہمک ہو جاتا!

زمن حذر نہ کنی گر لباس دیں دارم

نہفتہ کافرم و بت در آستین دارم!

راہب سے پرنس کا تعارف

آگے چلکر پرنس یوسوپوف لکھتا ہے:

"راہب راسپوٹین سے میری پہلی ملاقات ۱۹۰۹ء میں یعنی جنگ عمومی سے ۵ سال پہلے ہوئی تھی۔ میرے دوست ج... کی لڑکی مس م... روس کی حسین ترین دوشیزہ تھی۔ پہلی ہی نظر میں انسان اُسکے معصوم حسن و جمال اور قلب کی طہارت کا قائل ہو جاتا تھا۔ میرے بھائی کو اُس سے عشق تھا۔ وہ بھی اُس کی محبت میں سرشار تھی۔ لیکن بدقسمتی سے وہ بھی راسپوٹین کے جال میں پھنس گئی۔ اپنے دل کی نیکی اور حد سے زیادہ تقویٰ کی وجہ سے یقین کرتی تھی کہ وہ، ولی اللہ اور قدیس ہے

فدائیان اسلام پر مصائب کا ہجوم کیوں ہے؟

اگر آپ کو قوم کے ظاہری و باطنی امراض اور انکے علاج کا علم حاصل کرنا ہے تو الجمعیتہ ملاحظہ فرمائیے۔

"الجمعیتہ" تمام ہندوستان میں ایک ہی اخبار ہے جو علما کی زبان کہلانے کا مستحق ہے اور جسکا اہم ترین مقصد ملت بیضا کی محافظت ہے۔ مقدس مذہب اسلام کے خلاف حملوں کا دنداں شکن جواب دینا اور واقعات کی محققانہ تنقید اس کا مخصوص طریقہ ہے

اس زمانے میں اجتماعی اور تمدنی زندگی کے لئے اخبار بھی ایک ضروری چیز ہو گیا ہے اور ہر قوم کو اپنی تمدنی زندگی قائم رکھنے کے لئے اس کی حاجت ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ مذہب کی حفاظت کے فریضے کو تمام فرائض سے اہم سمجھیں اور اس اخبار کو جو مذہب کا محافظ ہے اور اصلاح قوم کا علمبردار ہے اشاعت اور ترقی کے اعلیٰ درجے پر پہنچائیں۔ حق کی آواز جسقدر کثرت سے لوگوں کے کان میں جائے اسیقدر کامیابی ہے۔

اخبار الجمعیتہ کی پانچ (۵) خصوصیات

(۱) تمام سیاسی و مذہبی مسائل پر عالمانہ و فاضلانہ بحث کرتا ہے (۲) تبلیغ و اشاعت اسلام کے متعلق مسلسل مضامین شائع کر کے مخالفین اسلام کو خاموش کرتا ہے۔ (۳) عربی، فارسی، اردو، انگریزی اخبارات کے تراجم پیش کرتا ہے (۴) حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیتہ علماء ہند کے فتاوے کی اشاعت کرتا ہے (۵) ایک کالم تفریح کا بھی ہوتا ہے جس سے اسکی دلچسپی میں اور زیادہ اضافہ ہوتا ہے۔ ہفتہ میں دو بار شائع

ہوتا ہے۔ سالانہ چندہ [illegible] منیجر الجمعیتہ دہلی

راہب نے بھی یہ بات محسوس کرلی تھی، اور اُس کی فاسقانہ طبیعت ہرگز گوارا نہیں کرسکتی تھی کہ ایسی حسین لڑکی اُس کے دائرہ عقیدت سے نکل جائے۔ چنانچہ ہر ممکن تدبیر سے اپنا اثر بڑھاتا اور دوشیزہ کو اپنے زیادہ سے زیادہ قریب کرتا جاتا تھا۔"

"مس موصوفہ نے مجھے اپنے والد کے محل میں راسپوٹین سے ملاقات کے لئے دعوت دی۔ وہ اُس کے بارے میں اس طرح گفتگو کرتی تھی جس طرح پیغمبروں کے بارے میں کی جاتی ہے۔ لیکن مجھے اُس سے طبعًا نفرت تھی۔ اُسے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا، تاہم میرا دل اُس کی کراہت سے لبریز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ ایوان میں داخل ہوا، تو مجھے اپنا احساس چھپانے کے لئے جد و جہد کرنی پڑی۔ اُسنے سب سے مصافحہ کیا اور سب کا بوسہ لیا، حتٰی کہ مس م... کا بھی۔ میں نے بھی مصافحہ کیا مگر اپنا بوسہ لینے نہیں دیا (روس میں قاعدہ ہے کہ بزرگ چھوٹوں کا بوسہ لیا کرتے ہیں) میں نے دیکھا کہ مس کا بوسہ لیتے وقت اُس کی آنکھیں غیر معمولی طور پر چمکنے سی لگی تھیں۔ میں سمجھ گیا کہ اُس کے اندر بہیمیت پوری طرح کام کر رہی ہے۔

میں نے اُس کے خط و خال پر نظر غائر ڈالی۔ درمیانہ قد تھا۔ مضبوط کاٹھی تھی۔ سر بڑا، بال لمبے اور داڑھی گھنی تھی۔ سر کا ایک حصہ بالوں سے بالکل خالی تھا۔ یہ اُسی زخم کا نشان تھا جو قزاقی کے زمانہ میں لگا تھا۔ اُس وقت اُس کی عمر ۴۰ سال کی ہوگی۔ لمبا اوور کوٹ اور بہت ڈھیلے پائنچوں کا پائجامہ پہنے تھا۔ اُس کا چہرہ بالکل روسی کسانوں کا سا تھا۔ بیضوی شکل کا، مگر ہر طرح کے تناسب سے محروم وہ یقینًا نہایت بدصورت آدمی تھا۔ جیسے کہ تمام بدنفس انسان ہوا کرتے ہیں"

"اُس کی حرکات و سکنات متکبرانہ تھیں۔ حاکمانہ شان تھی تھیر یہ صرف اس لئے کہ اُسے حاضرین پر اپنے اثر کا یقین تھا۔ سب لوگ اُسے انتہائی عقیدت کی نظروں سے دیکھتے تھے۔ وہ خود بھی اُنھیں متجسسانہ نظروں سے دیکھتا۔ وہ اُنکے خیالات معلوم کرنے کی کوشش میں تھا۔ لیکن مس م... پر اُس کی نظریں بالکل دوسرا انداز رکھتی تھیں وہ اُسے پُرہوس نگاہوں سے دیکھتا تھا۔ ہر لحظہ میری نفرت بڑھتی جاتی تھی اور صاف نظر آتا تھا کہ ولیوں کے اس لباس میں ایک خبیث نفس ملعون ہے۔"

"چائے کے بعد وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر میرے قریب آگیا اور رندانہ انداز سے کہنے لگا "تمھاری دوست مس م... کس قدر حسین ہے! کوشش کرو کہ تمھاری رفیق زندگی بنجائے، صرف جسم ہی سے نہیں بلکہ رُوح سے بھی۔ تمھارے بارے میں اُسنے مجھ سے بارہا گفتگو کی ہے۔ وہ تمھاری طرف بہت مائل ہے۔ مجھے یقین ہے، شادی کے بعد تم دونوں حقیقی مسرت و سعادت پاؤگے!"

اس ملاقات سے چند دن بعد مس م... نے مجھ سے کہا "راسپوٹین تم سے از حد حسن ظن رکھتا ہے اور دوبارہ ملاقات کرنی چاہتا ہے"

راہب اور زار کی والدہ

"اُسوقت کوئی بھی اُس خطرے سے واقف نہ تھا جو روس کے شاہی خاندان کو اس پُراسرار راہب کی وجہ سے لاحق ہو گیا تھا۔ یہی سبب تھا کہ قصر شاہی میں اُس کی بڑی آؤ بھگت ہوتی تھی۔ زار کے تمام مقرب اُس کا اثر و اقتدار دیکھ کر اُس کی خوشامد میں لگے رہتے۔ لیکن مجھے اور میری ماں کو اُس سے سخت نفرت تھی۔ ہم محسوس کرنے لگے تھے کہ ایک نہ ایک دن زار کو اس راہب کے ہاتھوں روز بد دیکھنا پڑے گا۔ چنانچہ میری ماں نے زارینہ کو کئی مرتبہ متنبہ کیا اور اس دجال کے دور کردینے پر زور دیا۔ خاندان شاہی کے چند اور لوگوں کا بھی یہی خیال تھا۔ اُنھوں نے بھی میری ماں سے اتفاق کیا۔ حتٰی کہ خود زار کی والدہ نے بھی راہب کی بہت مخالفت کی۔ مگر زارینہ کچھ اس طرح اس "مقدس مرشد" کے دام میں پھنس گئی تھی کہ اُس کی مخالفت میں ایک لفظ بھی سُن لینا گوارا نہیں کرتی تھی"!

جنگ عظیم

۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم کا آغاز ہوا۔ ہم سب خون سے کانپ اُٹھے کیونکہ جانتے تھے، اب اس راہب سے ملک کو کیسے کیسے خطرے پیدا ہوسکتے ہیں۔ مصیبت یہ تھی کہ زار اور زارینہ نے اپنے دوستوں سے بے اعتنائی برتی اور سراسر راہب کے ہو رہے۔ جب کبھی ہم لوگوں نے اُس کے خلاف منت التجائیں کرنی چاہیں، تو ملکہ نے صاف صاف کہدیا:

"میں اپنے روبرو راسپوٹین کی شان میں ایک حرف بھی کہنے کی اجازت نہ دوں گی!"

راہب کی تصویر

"جنرل ڈاہنکو نائب وزیر داخلیہ، راسپوٹین کی حقیقت سے واقف تھا۔ اُسنے بڑی کوشش سے "کلیسٹیزم" والوں کے ایک جلسہ کا مرقع حاصل کیا۔ اس مرقع میں راسپوٹین ناگفتہ بہ فسق و فجور کی حالت میں نظر آتا تھا۔ جنرل نے تصویر، زارینہ کے سامنے رکھدی۔ مگر زارینہ کی عقیدت پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ وہ اُلٹی جنرل پر خفا ہوئی۔ تصویر جعلی قرار دی گئی، اور جن جن لوگوں پر راسپوٹین نے جعل بنانے کا شبہ کیا، اُنھیں سخت سزائیں ملیں"!

راہب جرمن جاسوس تھا

جنگ میں روسی فوجیں جس طرح برباد ہوئیں، اُس کی داستان، بہت ہی دردناک ہے۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ ان تمام مصائب کی اصلی علت، راسپوٹین ہی کی ذات اور اُس کی خیانت تھی۔ وہ دراصل، جرمن جاسوس بن گیا تھا۔ روسی فوجوں کی نقل و حرکت کی خبریں جرمنی اور آسٹریا کے جنگی دفاتر کو روز بھیجا کرتا تھا۔ یہ بات زیادہ مدت تک چھپ نہیں سکتی تھی۔ بہت جلد تمام ملک اس عظیم مکار کی حقیقت سے واقف ہو گیا، اور محل شاہی سے اُس کی علحدگی پر زور دینے لگا مگر جوں جوں اُس کی مخالفت بڑھتی گئی، زارینہ کی عقیدت بھی بڑھتی گئی۔ آخر اُس کا اقتدار یہاں تک بڑھ گیا کہ سپہ سالاروں کا عزل و نصب اور میدان جنگ کے نقشوں کی تجویز بھی اُسی کی رائے سے ہونے لگی۔ وہ خود اپنی رائے سے کچھ نہیں کرتا تھا۔ جرمن افسر اُسے وقتاً فوقتاً لکھتے رہتے تھے کہ فلاں روسی افسر کو معزول کرادینا چاہیے فلاں مقام ہمارے لئے مُضر ہے۔ وہاں سے فوج ہٹا دینی چاہیے۔ یہ اُنکے احکام کے مطابق یہاں رائے ظاہر کردیتا، اور زار اُسکی فورًا تعمیل کرتا۔ نہ کرتا تو زور ڈالنے کے لئے ملکہ موجود تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ روس کی تمام فوجیں گاجر مولی کی طرح کٹنے لگیں۔ وہ جس طرف رُخ کرتیں، دیکھتیں جرمن فوج پہلے سے اُن کی ہلاکت کا سامان طیار کئے موجود ہے۔

با ایں ہمہ زار اور ملکہ کا تمام اعتماد اسی "مرشد" پر تھا۔ وہ کہتے تھے اس جنگ میں ہم فوج سے نہیں بلکہ اپنے مرشد کی توجہ اور برکت سے فتح پائیں گے"!

راہب کی لڑکی کا بیان

یہ تو پرنس یوسوپوف کا بیان تھا۔ اب خود راسپوٹین کی لڑکی کا بیان سُنئے۔ "وصاحب البیت ادری بما فیہ"۔ اس لڑکی کا نام صوفیہ راسپوٹین، ہے۔ ابتک دنیا اس کے وجود سے بے خبر تھی۔ لیکن حال ہی میں یہ ظاہر ہوئی، اور ایک مختصر کتاب میں اپنی یادداشتیں جمع کرکے چھاپ دیں۔ یہ اپنے باپ اور زارینہ کے تعلقات پر ایک بالکل مختلف قسم کی روشنی ڈالتی ہے۔ اُس کے بیان نے یورپ کے اخبارات میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ وہ لکھتی ہے:

عقیدت نہیں عشق تھا!

"زارینہ کا تعلق میرے باپ سے دینی عقیدت کے رنگ میں شروع ہوا۔ مگر بہت جلد عقیدت نے محبت کی شکل اختیار کرلی، اور بتدریج محبت، عشق کے درجہ تک پہنچ گئی۔ اُسنے کئی بار میرے والد سے کہا "میں، زار سے بیزار ہو گئی ہوں، وہ ایک دوسری عورت سے وابستہ ہے۔ میں اُس سے طلاق لے لوں گی، بشرطیکہ تم مجھ سے شادی کرلو!" میرا باپ نادان نہ تھا۔ وہ جانتا تھا، یہ واقعہ کیسے ہولناک نتائج پیدا کرے گا؟ چنانچہ وہ زارینہ کو ایسا کرنے سے ہمیشہ روکتا تھا"

اس کے بعد صوفیہ لکھتی ہے

"یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے۔ اس کا ثبوت خود زارینہ کے روزنامچے میں موجود ہے، جو اسوقت بالشویک حکومت کے قبضہ میں ہے۔ زارینہ، خود مجھ سے بھی بہت محبت کرتی تھی اور اکثر کہا کرتی تھی، "میں بہت جلد تمھارے گھر میں آجاؤں گی۔ اُس وقت میں تمھاری ماں اور تم میری لڑکی ہو جاؤ گی!"

صوفیہ نے اپنے، روس سے بچ نکلنے کی داستان بھی لکھی ہے۔ وہ کہتی ہے

"جب میرا باپ قتل ہو گیا تو میرے پاس دو ہزار نقرئی روبل (روسی سکہ) موجود تھے۔ میں نے سپاہیوں کو یہ رقم رشوت میں دی اور جان لے کر بھاگ نکلی"

راسپوٹین کی اخلاقی سیرۃ، ملکہ کی اُس سے بعید دغایت دلبستگی اور وہ تمام حالات جو اس سلسلے میں سامنے آتے ہیں، اگر بغور دیکھے جائیں، تو صوفیہ کا بیان قرین صواب معلوم ہوتا ہے۔ البتہ یہ ضروری نہیں ہے کہ اس صورت میں بدنصیب ملکہ کو "مرشد" کی مذہبی عقیدت سے خالی تصور کرلیا جائے۔ اس دنیا میں مذہبی عقیدت جب جہل و توہم پرستی سے ملجاتی ہے تو اُس کے عجائب و خوارق کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ بارہا یہ بات دیکھی گئی ہے کہ لوگ مذہبی عقیدت کے ساتھ ہر طرح کے اخلاقی اور مذہبی معاصی کے بھی مرتکب ہوتے ہیں، اور نہ صرف اس سے مذہبی عقیدت متاثر نہیں ہوتی، بلکہ معاصی و فسق پر بھی مذہب کے پُراسرار تقدس کا پردہ پڑجاتا ہے۔ ہمیں اس میں کوئی تعجب نہ ہوگا اگر ثابت ہوجائے کہ یہ بدبخت ملکہ اپنے اس "مرشد" کی ناجائز خواہشوں کا شکار تھی اور اسپر بھی اُسے اپنا مرشد اور "مقدس ولی" یقین کرتی تھی۔ جب جواز و عدم جواز کا معیار حقیقت کی جگہ عقیدت ہو جاتی ہے، تو پھر کوئی چیز بھی ناجائز نہیں ہو سکتی۔ مذہب و تقدس کی ریاکاری کی تاریخ اس طرح کے واقعات کی ایک مسلسل داستان ہے اور ابتک دنیا اُس میں برابر اضافہ کئے جاتی ہے۔

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟

۱۹۱۹ء میں جسقدر نسخے چھپے تھے، مدرسہ اسلامیہ رانچی کو دیدیے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہو گئے۔ اب مصنف کی نظر ثانی کے بعد دوبارہ لیتھو میں چھپی ہے۔ قیمت ۱۲/ (بارہ آنے) منیجر الہلال کلکتہ

بریدِ شرق

نوجوان ٹرکی پر ایک نظر

کچھ عرصہ سے بعض سٹاک ہالم کے تاجر نے ایک خاص نمائندہ ٹرکی بھیجا ہے تاکہ وہاں کی موجودہ اجتماعی زندگی کا مطالعہ کرے۔ اس کی بخبرت تحریریں متعدد اخبارات میں شایع ہو رہی ہیں، اور اہم فوائد پر مشتمل ہیں۔ ذیل میں ہم بعض تحریر کا خلاصہ درج کرتے ہیں،

انگورہ

ترکی جمہوریت کی جنم بھومی "انگورہ" ہنوز ایک قصبہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اُسے شہر کہنا ایک حد تک غلط ہوگا۔ مکان عموماً پست، یک منزلہ اور قدیم طرز کے ہیں۔ سڑکیں بھی تنگ ہیں۔ ہوٹل نہایت معمولی درجے کے ہیں۔ شہری زندگی کے لوازم کم دستیاب ہوتے ہیں معیشت بہت گراں ہے۔ متوسط زندگی بسر کرنے کے لئے دو پونڈ سے بھی زیادہ صرف ہو جاتے ہیں۔ ہوٹلوں کا کرایہ بہت زیادہ ہے۔ دس بارہ روپیہ روز دینا پڑتے ہیں، مگر پھر بھی آرام نہیں ملتا۔ وجہ یہ ہے کہ انگورہ بڑے شہروں سے دور ہے اور ضروریات زندگی بہ آسانی نہیں مہیا کیجا سکتیں۔

سوال ہو سکتا ہے کہ پھر ترکی مدبروں نے آستانہ اور دوسرے آباد شہر چھوڑ کر یہی گاؤں اپنا پایۂ تخت کیوں قرار دیا؟ اس کا جواب خود ترک مدبر بار بار دے چکے ہیں۔ وہ کہتے ہیں "اناطولیہ، اس ملک کی رِیڑھ کی ہڈی ہے۔ سلاطین آلِ عثمان نے اناطولیہ کی طرف سے ہمیشہ غفلت و اعراض برتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ترکی قومیت برباد ہو گئی۔ ترکی قومیت کی بربادی خود سلطنت کی بربادی تھی۔ اب ہم اپنے اصلی ملک کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ اب ہماری تمام اُمیدیں صرف اسی میں مرکوز ہیں، لہٰذا ہم نے قلب کو مرکز بنایا ہے تاکہ یہیں سے نئی قومیت کی روح ملک کی رگ رگ میں دوڑا دیں" علاوہ بریں وہ اس پہلو پر بھی توجہ دلاتے ہیں کہ اب ہم یورپ کے اثر سے دور رہنا چاہتے ہیں یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی اگر ہم اس دور اُفتادہ مقام میں اپنی حکومت قائم نہ کرتے۔

سوال ہو سکتا ہے کہ اگر یہی بات ہے تو پایۂ تخت کو شہر کی صورت کیوں نہیں دیتے؟ اس کا جواب ترک مدبروں نے یہ دیا ہے کہ ہمارا ملک جنگوں نے برباد کر ڈالا ہے۔ ہماری قوم کا دل و دماغ صدیوں کے ظلم و جور سے تباہ ہو چکا ہے۔ ہم پہلے اپنے ملک کی اقتصادی، تجارتی، زرعی، حالت درست کریں گے۔ قوم کو قوم بنائیں گے۔ اسکے بعد ہمیں شہروں کی آراستگی کا خیال کرنا چاہئے"!

انگورہ کو پایۂ تخت قرار دینے میں ترک مدبروں کی ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ وہ شہروں کے عیش و نشاط اور لہو و لعب سے دور رہنا اور شب و روز محنت اور کام کرنا چاہتے ہیں۔ قسطنطنیہ میں جب تک حکومت کا مرکز رہا، کبھی اس مستعدی سے کام نہیں ہوا جیسا اب انگورہ میں ہو رہا ہے۔

لیکن یہ بات نہیں ہے کہ ترکوں نے انگورہ کو بالکل اُسکی سابق حالت ہی میں چھوڑ دیا ہو۔ وہ آہستہ آہستہ اُسے ترقی دے رہے ہیں۔ انگورہ کے اطراف میں ایک نئے شہر کی بنیادیں پڑ گئی ہیں۔ اپنے وقت پر وہ مکمل ہو جائے گا۔ فی الحال انگورہ کی آبادی ۴۰ سے زیادہ ۵۰ ہزار ہے۔

انگورہ کے مناظر پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ لیکن جس منظر نے میرے دل پر سب سے زیادہ اثر کیا، وہ ترک افسروں اور سپاہیوں کا وقار اور خاموشی سے سڑکوں پر سے گزرنا تھا۔ میں جب اُنھیں دیکھتا تھا تو بے اختیار قلب اُن کی عظمت کے سامنے جھک جاتا تھا میں سوچتا تھا "یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے خونریز جنگیں سر کیں اور تمام یورپ کو مغلوب کر کے اپنی قوم کا گرا ہوا جھنڈا از سرِ نو بلند کر دیا!" ترکی افسر اور سپاہی ہمیشہ سے اپنی سنجیدگی اور وقار میں مشہور ہیں۔ مگر اب اتنی طویل جنگوں کے بعد اُن کی کچھ عجیب حالت ہو گئی ہے۔ وہ رعب و جلال ہے کہ اُس کی نظیر دنیا کی کسی فوج میں نہیں ملتی۔

مجلسِ وطنی کی عمارت

انگورہ کی سب سے زیادہ شاندار عمارت، مجلسِ وطنی یا ترکی پارلیمنٹ کی عمارت ہے۔ یہ دو منزلہ عمارت ہے۔ اوپر کے طبقہ میں صدر مجلس کا دفتر ہے۔ نیچے کے کمروں میں مجلس کے مختلف شعبوں کے دفتر ہیں۔ بائیں پہلو میں ایک وسیع ایوان ہے۔ ۲۵ میٹر لمبا اور ۱۲ میٹر چوڑا۔ یہی پارلیمنٹ کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ اسمیں ترکی قالینوں کا فرش ہے۔ صدر میں ۲/۱ میٹر بلند چبوترہ ہے۔ چبوترے کے وسط میں صدر مجلس کی جگہ ہے۔ اسکے دونوں پہلوؤں پر نصف میٹر نیچے کاتبوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اس سے ذرا اور نیچے ایک اور چبوترہ ہے۔ اور اسی پر کھڑے ہو کر مقرر تقریریں کرتے ہیں۔ اس کے سامنے ایک کٹہرا ہے جسمیں سرکاری رپورٹر بیٹھتے ہیں۔ اس کے بعد ممبروں کے بیٹھنے کی جگہیں ہیں۔ ہر نشست میں دو اور کبھی تین آدمی بیٹھتے ہیں۔ یہ تمام نشستیں باہم قریب قریب ہیں، کیونکہ ایوان باوجود اپنی وسعت کے ناکافی ہے۔ ایوان کی سطح سے تین میٹر بلندی پر پیچھے تماشائیوں کی جگہ ہے۔ اسی کے داہنے پہلو پر ایک مذہب و مطلا نشست ہے جس کے لئے ایک خاص دروازہ بنا دیا گیا ہے۔ یہ نشست غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی ہے۔ وہ جب چاہتے ہیں، اسمیں بیٹھ کر جلسے کی کارروائی دیکھا کرتے ہیں۔ ایوان کے صدر میں مجلس کے داہنے بائیں سفراء دول کی نشستیں ہیں۔ مجلس کے جلسے عموماً عصر کے بعد شروع ہوتے ہیں۔

مجلسِ وطنی

ترکی انقلاب کا سب سے عجیب کارنامہ یہی مجلس ہے۔ اس میں بیک وقت دو متضاد چیزیں جمع ہو گئی ہیں: شخصی تفویض اور جمہوری روح۔ یہ مجلس اپنے اندر ایسے عجیب اصول و قواعد اور غیر معمولی روایات رکھتی ہے جن کی نظیر دنیا کی کسی پارلیمنٹ کی تاریخ میں موجود نہیں۔ اس اجمال کی تفصیل حسب ذیل ہے:

موجودہ مجلس وطنی کا نام ترکی زبان میں "بویوک ملت مجلسی" ہے۔ یہ اُس مجلس قومی کی پیداوار ہے جو جنوری ۱۹۲۱ء میں قائم ہوئی تھی۔ اسی نے اپنے حوصلہ مندانہ اقدامات سے ٹرکی کی تاریخ بدل دی۔ اسی نے قدیم نظام سلطنت توڑا، اور جمہوریت قائم کی (۲۳ر اکتوبر ۱۹۲۳ء میں) اسی نے خلافت سے دست برداری کا اعلان کیا (۱۹۲۴ء) اسی نے دستور اساسی بنایا (۲۰ اپریل ۱۹۲۴ء) یہی وہ دستور اساسی ہے جس پر موجودہ مجلس وطنی قائم ہوئی ہے۔

ٹرکی میں جملہ قوتیں اور اختیارات صرف مجلس وطنی ہی کو حاصل ہیں۔ اس کے ہم پلہ کوئی دوسری قوت موجود نہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ترکی دستور حکومت صرف ایک ہی مجلس پر قائم ہے۔ حالانکہ دُنیا کے دوسرے دستوری ملکوں میں عموماً دو مجلسیں ہوتی ہیں: مجلس عوام اور مجلس خواص۔

ترکی مجلس وطنی کو دُنیا کی دوسری پارلیمنٹوں سے یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ وہ تقسیم اختیارات کا نظریہ تسلیم نہیں کرتی۔ یہی باعث ہے کہ تینوں قسم کے اختیارات اور قوتیں یعنی تشریعی (قانون سازی) تنفیذی، اور عدالتی، تنہا اُسی میں جمع ہیں۔ اس صورت حال کا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ ٹرکی میں وزارتی مسئولیت کا وجود نہیں ہے، بلکہ سرے سے اُس معنی میں کوئی وزارت اور تنفیذی قوت موجود ہی نہیں ہے، جس معنی میں دُنیا کے دوسرے دستوری ملکوں میں ان کا وجود تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ اس لئے کہ تنفیذی قوت، خود مجلس وطنی ہی ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ اپنے ارکان کی ایک جماعت کے ذریعہ یہ قوت استعمال میں لاتی ہے۔ ارکان کی اس جماعت کو صدر جمہوریت یا صدر مجلس منتخب کرتا ہے اور معلوم ہے، صدر جمہوریت اور صدر مجلس دونوں کا انتخاب خود مجلس کرتی ہے۔ پھر ان ارکان کے انتخاب کی لازمی شرط یہ بھی ہے کہ مجلس اُنھیں منظور کر لے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ صدر جمہوریت یا صدر مجلس کے انتخاب کردہ ارکان بھی درحقیقت مجلس ہی کے منتخب کردہ ہوتے ہیں۔ یہی ارکان، وزراء ہیں جنھیں ترکی اصطلاح میں "وکیل" کہتے ہیں۔ یعنی وہ تنفیذی قوت کے اجراء میں مجلس کے وکیل یا نائب ہیں۔ انہی وکلاء کی مجلس، حکومت کی مجلس (کیبنٹ) ہے۔

اس صورت حال کا ایک لازمی نتیجہ یہ بھی ہے کہ قانون اساسی کی رو سے مجلس وطنی کسی حال میں بھی توڑی یا برخواست نہیں کی جا سکتی اگر کبھی مجلس وکلاء اور مجلس وطنی میں اختلاف پیدا ہو جائے، تو آخر الذکر نہیں، ہمیشہ اول الذکر ہی کو مستعفی ہونا پڑے گا!

اسی طرح عدالتی قوت بھی مجلس وطنی ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اُسکے استعمال کا حق عدالتوں کو بخشتی ہے۔ گویا عدالتیں بذات خود کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ وہ بھی مجلس وطنی کے محض "وکیل" ہیں۔

مجلس وطنی اور صدر جمہوریت

صدر جمہوریت ہی مجلس وطنی کا صدر ہوتا ہے۔ وہ جب چاہے مجلس کے جلسوں کی صدارت کرے۔ اُس کی عدم موجودگی میں اُس کا نائب صدارت کرتا ہے۔ صدر جمہوریت کے اختیارات یہ ہیں کہ مجلس وکلاء کا انتخاب وہی کرتا ہے (جس کی تصدیق کے لئے مجلس وطنی کی منظوری ضروری ہے) سفراء کے کاغذات وہی قبول کرتا ہے۔ مجلس وطنی کے جملہ قوانین اُسی کے نام سے شایع ہوتے ہیں۔ مجلس کے سالانہ افتتاح کے موقعہ پر یکم جنوری کو وہی افتتاحی تقریر کرتا ہے۔ مجرموں کو معافی دینے کا بھی اُسے حق ہے، مگر بہت محدود۔ لیکن جنگ و صلح کا اعلان اور معاہدوں کا انعقاد اُس کے اختیارات سے بالکل باہر ہے۔ یہ کام صرف مجلس وطنی کے ہیں۔ صدر جمہوریت مجلس کے سامنے جواب دہ نہیں ہے۔ مجلس اُس سے صرف اُسی وقت باز پرس کر سکتی ہے جب وہ ملکی خیانت کا مرتکب ہو۔ اُس کی صدارت کی مدت ۴ سال ہے۔ یہی مدت، مجلس وطنی کی طبعی عمر ہے۔ اس کے

اختتام پر مجلس کے انتخاب کے ساتھ صدر جمہوریت کا بھی انتخاب ہوتا ہے۔ پرانا صدر دوبارہ صدر ہو سکتا ہے بشرطیکہ مجلس وطنی کے انتخاب میں کامیاب ہو جائے۔

خاص روایات

مجلس وطنی کی بعض روایات بالکل انوکھی ہیں مثلاً یہ کہ وہ کسی حال میں بھی برخواست نہیں کی جا سکتی، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ پھر وہ سال کے بارہ مہینوں میں کبھی چھٹی نہیں منانی۔ ہمیشہ اُس کے جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ حالانکہ دُنیا کی دوسری پارلیمنٹیں عام طور پر کسی ایک موسم میں بند رہتی ہیں۔ لیکن خود مجلس کو اختیار ہے کہ جب چاہے اپنے آپکو منتشر کر دے۔ اس صورت میں انتخابات از سر نو جاری ہونگے۔ اسی طرح اگر مجلس کبھی چھٹی لے لے تو اُس کے دوبارہ اجتماع کے لئے صدر جمہوریت یا مجلس وکلاء (وزراء) کی دعوت کی ضرورت نہیں۔ وہ خود ہی بلا کسی کی دعوت یا حکم کے جمع بھی ہو جاتی ہے۔ جب کبھی مجلس چھٹی پر ہو یا ٹوٹ جائے تو اُس کے دوبارہ اجتماع یا انتخاب سے پہلے حکومت نہ کوئی قانون جاری کر سکتی ہے نہ کوئی اور نئی کارروائی کر سکتی ہے۔ حالانکہ دیگر ملکوں میں طریقہ یہ ہے کہ ایسی صورتوں میں حکومت ضروری قانون جاری کر دیا کرتی ہے اور بعد میں پارلیمنٹ کی منظوری حاصل کر لیتی ہے۔

دینی امور

لیکن ملک میں صرف ایک شعبہ ایسا موجود ہے جس پر مجلس وطنی کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ وہ شعبہ دینیات کا ہے۔ یہ اس لئے کہ ٹرکی میں سیاست اور دین کو بالکل الگ کر دیا گیا ہے۔ دینی امور کی انجام دہی کے لئے ایک مستقل شعبہ بنا دیا گیا ہے۔ اس شعبہ کے صدر کا رتبہ باشوکیل یا تعدیہ کا رتبہ ہے۔ یہ صدر مجلس کے سامنے جواب دہ نہیں ہے۔ رئیس الوکلاء یا وزیر اعظم اُس سے جواب طلب کر سکتا ہے۔ اور وہی مجلس وطنی کو اس شعبہ کے حالات سے مطلع کرتا ہے۔

مجلس وطنی تمام معاملات پر اپنے ارادہ و اختیار سے بحث کرتی ہے اُس میں دوسری پارلیمنٹوں کی طرح پارلیمنٹری کمیٹیاں موجود نہیں ہیں۔ مجلس وکلاء ضروری مسائل مجلس وطنی کے سامنے پیش کرتی ہے اور وہ براہ راست اُس پر بحث کرتی ہے۔

"محاکم استقلال"

ٹرکی کے "محاکم استقلال" کا نام تمام عالم میں مشہور ہو چکا ہے۔ یہ بھی مجلس وطنی کی ایک غیر معمولی عدالتی قوت کا نام ہے۔ محاکم استقلال سے مقصود وہ خاص عدالتیں ہیں جو جمہوریت پر خطرے کے وقت وسیع اختیارات کے ساتھ قائم کر دی جاتی ہیں۔ یہ ایک طرح کی جنگی عدالت کہی جا سکتی ہے۔ یہ فوراً فیصلہ کرتی ہے۔ لیکن اُس کے فیصلہ کی تنفیذ بغیر مجلس وطنی کی منظوری کے نہیں ہو سکتی۔ جب یہ عدالتیں قائم ہو جاتی ہیں تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ملک، حالت امن و سلامتی میں نہیں ہے۔

مخالف پارٹیاں

مجلس وطنی میں مخالف پارٹیاں موجود نہیں ہیں۔ اُسمیں صرف ایک ہی پارٹی ہے اور وہ جمہوریت یا مصطفےٰ کمال پاشا کی پارٹی ہے مجلس وطنی کے کل ممبروں کی تعداد ۲۸۸ ہے۔ اسمیں کمالی پارٹی کے آدمی ۲۷۰ ہیں۔ یعنی کل ۱۸ ممبر اس پارٹی سے باہر ہیں۔ ظاہر ہے اتنی قلیل جماعت کو مخالف پارٹی نہیں کہہ سکتے۔

مجلس کا الاؤنس

مجلس وطنی کے ممبروں کو ماہوار الاؤنس نہیں ملتا۔ بلکہ انتخابیہ کامیابی کے دن ہی سے پارلیمنٹری سال کے لئے یکمشت ملتا ہے۔ ہر ممبر کو ۵ سو ترکی پونڈ یعنی تقریباً ساڑھے ۵ سو انگریزی پونڈ الاؤنس ملتا ہے۔

صدر جمہوریت کا سالانہ الاؤنس تیرہ ہزار ترکی پونڈ ہے۔ اُس کے قیام اور سرکاری جلسوں کے مصارف اس کے علاوہ ہیں۔ اُسے تین موٹریں بھی دی جاتی ہیں۔ ایک اُس کی ذات خاص کے لئے ہوتی ہے اور دو، اُس کے وزراء کے لئے۔ ہر وکیل یا وزیر کو سالانہ ۷ سو ترکی پونڈ ملتے ہیں۔ مجلس وطنی کے مصارف کا آخری بجٹ ۱۴۴،۹۶۰ پونڈ ترکی تھا۔

"تورک اوجاغی"

"تورک اوجاغی" کا نام مدت سے اخبارات کے صفحوں پر گشت کر رہا ہے۔ مگر کم آدمی اس کی حقیقت سے واقف ہیں "تورک اوجاغی" کے معنی ہیں ترکی وطن۔ یہ در اصل ایک عظیم الشان انجمن ہے۔ ۱۹۱۱ء میں قائم ہوئی تھی اور اس کا مقصد یہ تھا کہ ترکی قوم میں قومیت و وطنیت کے جذبات برانگیختہ کئے جائیں۔ اُسے ذہنی و دماغی ترقی کے لئے طیار کیا جائے، اور ملک کو اجنبی مداخلت و تسلط سے بچایا جائے۔ جنگ سے پہلے اسے بہت اہمیت و قوت حاصل تھی۔ عام طور پر نوجوان ترک اُس کے حامی تھے۔ حکومت کے اکثر عہدے دار اُسی کے ارکان اور ممبر تھے۔ جنگ عمومی نے اسے عارضی طور پر کمزور کر دیا تھا۔ مگر جنگ کے شکست پر ختم ہوتے ہی پھر اُسنے قوت حاصل کر لی اور پچھلے جہاد آزادی میں ..... بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دئیے۔ یہ جہاد کامیابی پر ختم ہوا اور انجمن کا ایک اساسی مقصد بھی پورا ہو گیا۔ اس لئے اُس کے پروگرام میں ترمیم کی ضرورت محسوس کی گئی۔ چنانچہ ۱۹۲۳ء میں اُس کی عام کانفرنس انگورہ میں منعقد ہوئی اور پروگرام میں تغیر و تبدل کیا گیا..... اُس کے موجودہ پروگرام میں یہ تین دفعات بہت اہم ہیں۔

(۱) جمہوری افکار کی اشاعت۔

(۲) جدید تمدن کو مقبول بنانا۔

(۳) مساوات کی تعلیم و تبلیغ۔

جنگ آزادی کے بعد سے اس انجمن کا صدر دفتر قسطنطنیہ کے بجائے انگورہ میں منتقل ہو گیا ہے۔ ۱۹۲۶ء میں اُس کی سالانہ کانفرنس کا افتتاح خود غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے کیا تھا۔ اسوقت سے اُسے بہت زیادہ اہمیت و مقبولیت حاصل ہو گئی ہے۔

اس انجمن کی ۲۷۳ شاخیں ہیں اور تمام ملک میں پھیلی ہوئی ہیں مرکزی انجمن کی انتظامی مجلس ۱۲ ارکان سے مرکب ہوتی ہے۔ شاخوں کی انتظامی مجلسوں میں سے ۷ رکن ہوتے ہیں۔ ہر شاخ کو پوری آزادی ہے کہ مقامی حالات و مصالح کی رعایت سے اپنا الگ پروگرام بنالے چنانچہ بعض علاقوں میں یہ انجمن صرف وبائی امراض کے خلاف جد و جہد کرتی ہے۔ بعض میں بچوں کی تربیت اُسنے اپنے ذمہ لے لی ہے۔ بعض میں عورتوں کی ترقی اس کا مقصد ہے۔

اس انجمن میں مرد اور عورتیں یکساں طور پر شریک ہیں۔ چنانچہ قسطنطنیہ کی انجمن کی صدر ایک عورت ہی ہے۔ یہ خاتون نہایت تعلیم یافتہ اور معزز ہے۔ اس کا نام نقیہ خانم ہے۔ انجمن کی صدارت کے ساتھ ساتھ وہ ایک ثانوی مدرسہ (سکنڈری اسکول) کی مہتمم بھی ہے۔

ٹرکی میں "خلق فرقہ سی" کے بعد سب سے زیادہ طاقتور انجمن یہی ہے اور بہت مفید کام کر رہی ہے۔

مکتوب قسطنطنیہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے سفر آستانہ کی تفصیل گزشتہ ہفتہ لکھ چکا ہوں۔ لیکن جس جوش و خروش کا اظہار باشندگان شہر نے اُنکے استقبال کے موقعہ پر کیا اور جس کا سلسلہ آجتک جاری ہے، اُس کی تصویر قلم سے کھینچنا آسان نہیں ہے۔ میں نے گزشتہ ۱۵ سال میں یہاں بڑے بڑے تاریخی مظاہرے دیکھے۔ ان میں سے ہر مظاہرے کے متعلق یہی خیال ہوتا تھا کہ اس سے بڑے مظاہرے کا ہونا مشکل ہے۔ لیکن مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ جو کچھ میں نے اس موقعہ پر دیکھا، اسکے مقابلے میں پچھلے تمام مظاہرے بے حقیقت ہیں!

غازی بروسہ میں

پرسوں غازی ممدوح شہر بروسہ تشریف لے گئے جہاں عصمت پاشا تبدیل آب و ہوا کے لئے مقیم ہیں۔ اُن کی ملاقات کے بعد غازی اسی دن رات کو واپس چلے گئے۔ اس سفر میں اُن کے ساتھ وزیر خارجہ توفیق رشدی بک اور وزیر عدالت محمود اسعد بک وغیرہ بھی تھے۔

افغانستان اور ٹرکی

۴ دن پہلے یہاں ہز اکسلنسی محمود طرزی خاں وزیر خارجہ افغانستان ترکی وزیر خارجیہ توفیق رشدی بک کے ساتھ وارد ہوئے۔ آمد کی غرض غازی مصطفےٰ کمال پاشا سے ملاقات کرنا تھی۔ چنانچہ ملاقات ہو گئی اور ممدوح یورپ روانہ ہو گئے۔

سیاسی حلقوں میں اس ملاقات کو اہمیت دیجاتی ہے۔ کیونکہ جیسا کہ اپنے پچھلے مکتوب میں عرض کر چکا ہوں، اسوقت روسی انگریزی نزاع نے افغانستان کے لئے خطرہ پیدا کر دیا ہے اور وہ برطانیہ کی تعدی سے بچنے کے لئے ابھی سے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔

بیزنطینی آثار

تاریخ پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ روم کی عظمت کے زوال کے بعد ایک زمانہ میں قسطنطنیہ نے کتنا عروج حاصل کر لیا تھا؟ یونان اور روم کا تمام علم و فن سمٹ کر اسی عروس البلاد میں جمع ہو گیا تھا۔

پھر یہ بھی معلوم ہے کہ یونان اور روم کے عہد عظمت میں گھوڑ دوڑ کے میدانوں کو کتنی اہمیت تھی۔ اُنکی آرائش کا کیسا اہتمام کیا جاتا تھا؟ ان میں کامیابی حاصل کرنے والوں کی کتنی تعظیم و تکریم ہوتی تھی؟ اُس عہد میں یہ چیز اس قدر اہمیت رکھتی تھی کہ ہومر کو بھی اس کا ذکر کرنا پڑا۔ عام طور پر یہ میدان کسی بلند ٹیکرے پر بنائے جاتے تھے۔ تقریباً ۴۰۰ میٹر لمبے اور ۲۰۰ میٹر چوڑے ہوتے تھے۔ ان کا نام "ہپڈروم" تھا۔ قسطنطنیہ میں بھی ایک "ہپڈروم" تھا اور از حد وسیع اور شاندار تھا۔ قسطنطنیہ کے شہنشاہوں نے اس کی آراستگی پر صدیوں محنت کی، یہاں تک کہ وہ دُنیا بھر میں مشہور ہو گیا تھا اور دُور دُور سے سیاح اُسے دیکھنے کے لئے آتے تھے۔

تحقیقات سے پتہ چلا کہ یہ "ہپڈروم" ٹھیک استنبول کے قلب میں اُس میدان کے اندر واقع تھا، جس کے ایک طرف اب جامع سلطان احمد ہے، اور دوسری طرف جامع ایا صوفیہ ہے۔ حکومت عثمانیہ نے اس میدان میں تنقیب (کھدائی) کی اجازت دینے سے ہمیشہ انکار کر دیا تھا لیکن جمہوری حکومت نے اجازت دے دی۔ چنانچہ پروفیسر اسٹیلی کاسن کی ماتحتی میں ماہرین آثار کی ایک جماعت کھدائی میں مشغول ہے۔ اسوقت تک جتنے آثار برآمد ہو چکے ہیں اور آئندہ جتنے نکلیں گے، وہ سب ترکی حکومت کی ملک ہونگے۔

بصائر و حکم

انسانیت موت کے دروازہ پر!

مشاہیر عالم اپنے اوقات وفات میں!

حجاج بن یوسف الثقفی

خلافت امویہ کے حکام میں حجاج ابن یوسف سے زیادہ کسی شخص کو شہرت حاصل نہیں ہوئی، مگر یہ شہرت عدل و فیض رسانی کی نہیں تھی۔ سیاست و قہر کی تھی۔ تاریخ اسلام میں حجاج کا قہر ضرب المثل ہوگیا ہے!

یزید بن معاویہ کی وفات کے بعد اموی سلطنت کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔ وہ حجاج ہی تھا جسنے اپنی بے پناہ تلوار اور بے روک سفاکی سے از سر نو اس کی گرتی ہوئی عمارت مستحکم کر دی۔

بنی امیہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ حضرت عبداللہ بن الزبیر سے تھا۔ ان کی حکومت کا مرکز مکہ میں تھا اور اُس کا دائرہ شام کی سرحدوں تک پہنچگیا تھا۔ حجاج ابن یوسف نے یہ خطرہ ہمیشہ کے لئے دور کر دیا۔ مکہ کا محاصرہ کیا، کعبہ پر منجنیقیں لگا دیں، اور حضرت عبداللہ بن الزبیر کو نہایت سفاکی کے ساتھ قتل کر ڈالا۔

عراق عموماً شورش پسند قبائل کا مرکز تھا۔ یہاں کی سیاسی بے چینی کسی طرح ختم نہ ہوتی تھی۔ والیوں پر والی آتے تھے، اور بے بس ہو کر لوٹ جاتے تھے۔ لیکن حجاج ابن یوسف کی تلوار نے اپنی ایک ہی ضرب میں عراق کی ساری شورہ پشتی ختم کر ڈالی۔ خود اُس عہد کے لوگوں کو اسپر تعجب تھا۔ قاسم بن سلام کہا کرتے تھے "کوفہ کی خودداری اور نخوت اب کیا ہو گئی؟ اُنھوں نے امیر المومنین علی کو قتل کیا، حسین بن رسول کا سر کاٹا! مختار جیسا صاحب جبروت ہلاک کر دیا، مگر اس بدصورت ملعون (حجاج) کے سامنے بالکل ذلیل ہو کر رہ گئے! کوفہ میں لاکھوں عرب موجود ہیں، مگر یہ خبیث ۱۲ سواروں نے کر آیا اور سب کو غلام بنا ڈالا!"

حجاج کا عراق میں اولین خطبہ، ادب عربی کی اتنی مشہور چیز ہے کہ صرف اشارہ کر دینا کافی ہوگا: اما واللہ، انی لا حمل الشر بحملہ، و احذوہ بنعلہ، و اجزیہ بمثلہ، وانی لاری ابصاراً طامحہ، و اعناقاً متطاولہ، و رؤساً قد اینعت وحان قطافہا، وکانی انظر الی الدماء بین العمائم واللحی تترقرق! حجاج کی تلوار جس درجہ سفاک تھی، اُتنی ہی اُس کی زبان بھی بلیغ تھی۔ اُس کا یہ خطبہ خطیبانہ بلاغت کا بے نظیر نمونہ ہے "میں دیکھتا ہوں کہ نظریں اُٹھی ہوئی ہیں، گردنیں اونچی ہو رہی ہیں، سروں کی فصل پک چکی ہے، اور کٹائی کا وقت آگیا ہے! میری نظریں وہ خون دیکھ رہی ہیں جو پگڑیوں اور داڑھیوں کے درمیان بہ رہا ہے!"

حجاج نے جیسا کہا تھا، ویسا ہی کر دکھایا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جنگوں کے علاوہ حالت امن میں اُسنے ایک لاکھ ۲۰ ہزار آدمی قتل کئے تھے (عقد الفرید۔ البیان والتبیین وغیرہ) بڑے بڑے اخیار و ابرار مثلاً سعید بن جبیر وغیرہ کی گردنیں اُڑا دیں۔ مدینہ میں بے شمار صحابہ کے ہاتھوں پر سیسے کی مُہریں لگا دیں، حضرت عبداللہ بن الزبیر اور حضرت عبداللہ بن عمر جیسے جلیل القدر صحابیوں کو قتل کیا، موجودہ زمانے کی استعماری سیاست کی طرح اس کا بھی اصول یہ تھا "حکومت کے قیام کے لئے ہر بات جائز ہے" اور "حکومتیں رحم و عدل سے نہیں بلکہ قہر و تعزیر سے قائم ہوتی ہیں"!

اس عہد کے عرفاء و صلحاء، حجاج کو خدا کا قہر و عذاب خیال کرتے تھے۔ حضرت حسن بصری کہا کرتے تھے "حجاج، اللہ کا عذاب ہے۔ اسے اپنے ہاتھوں کے زور سے دور کرنے کی کوشش نہ کرو، بلکہ خدا سے تضرع و زاری کرو۔ کیونکہ اُسنے فرمایا ہے "ولقد اخذناہم بالعذاب فما استکانوا لربہم وما یتضرعون"

یہی سبب ہے کہ جوں ہی اُس کی موت کی خبر سُنی گئی، حضرت حسن اور عمر بن عبدالعزیز سجدے میں گر پڑے۔ "اس امت کا فرعون مر گیا!" بے اختیار ان کی زبانوں سے نکل گیا!

اب دیکھنا چاہیے اس جابر و قہرمان انسان نے موت کا مقابلہ کیونکر کیا؟ جس گھاٹ ہزاروں مخلوق کو اپنے ہاتھوں اُتار چکا تھا، خود اسمیں کیسے اُترا؟

بیماری

عراق پر ۲۰ برس حکومت کرنے کے بعد ۵۴ سال کی عمر میں حجاج بیمار ہوا۔ اُس کے معدے میں بے شمار کیڑے پیدا ہو گئے تھے۔ اور جسم کو ایسی سخت سردی لگ گئی تھی کہ آگ کی بہت سی انگیٹھیاں بدن سے لگا کر رکھدی جاتی تھیں پھر بھی سردی میں کوئی کمی نہیں ہوتی تھی!

موت پر خطبہ!

جب زندگی سے نا اُمیدی ہو گئی تو حجاج نے گھر والوں سے کہا "مجھے بٹھا دو اور لوگوں کو جمع کرو" لوگ آئے تو اُسنے حسب عادت ایک بلیغ تقریر کی۔ موت اور اُسکی سختیوں کا ذکر کیا، قبر اور اُس کی تنہائی کا بیان کیا، دنیا اور اُس کی بے ثباتی یاد کی، آخرت اور اُسکی ہولناکیوں کی تشریح کی، اپنے گناہوں اور ظلموں کا اعتراف کیا پھر یہ شعر اُس کی زبان پر جاری ہو گئے:

ان ذنبی وزن السموات والارض   وظنی بخالقی ان یحابی

میرے گناہ آسمان اور زمین کے برابر بھاری ہیں، مگر مجھے اپنے خالق سے اُمید ہے کہ رعایت کرے گا۔

فلئن من بالرضاء فہو ظنی   ولئن مر بالکتاب عذابی

اگر وہ اپنی رضامندی کا احسان مجھپر کرے تو یہی میری امید ہے۔ لیکن اگر وہ عدل کر کے میرے عذاب کا حکم دے۔

لم یکن ذاک منہ ظلما   وہل یظلم رب یرجی لحسن آب؟

تو یہ اُس کی طرف سے ہرگز ظلم نہیں ہوگا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ وہ رب ظلم کرے جس سے صرف بھلائی ہی کی توقع کی جاتی ہے؟

پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ موقعہ اس قدر عبرت انگیز تھا کہ مجلس میں کوئی بھی اپنے آنسو روک نہ سکا!

خلیفہ کے نام خط

اس کے بعد اُسنے اپنا کاتب طلب کیا اور خلیفہ ولید بن عبدالملک کو حسب ذیل خط لکھوایا:

"اما بعد، میں تمھاری بکریاں چراتا تھا۔ ایک خیر خواہ گلہ بان کی طرح اپنے آقا کے گلے کی حفاظت کرتا تھا۔ اچانک شیر آیا، گلہ بان کو طمانچہ مارا، اور چراگاہ خراب کر ڈالی۔ آج تیرے غلام پر وہ مصیبت نازل ہوئی ہے جو ایوب صابر پر نازل ہوئی تھی۔ مجھے اُمید ہے کہ جبار و قہار اس طرح اپنے بندے کی خطائیں بخشنا اور گناہ دھونا چاہتا ہے!"

پھر خط کے آخر میں یہ شعر لکھنے کا حکم دیا:

اذا ما لقیت اللہ عنی راضیاً   فان شفاء النفس فیما ہنالک

اگر میں نے خدا کو اپنے سے راضی پایا تو بس میری مُراد پوری ہو گئی

فحسبی بقاء اللہ من کل میت   وحسبی حیاۃ اللہ من کل ہالک

سب مر جائیں مگر خدا کا باقی رہنا میرے لئے کافی ہے! سب ہلاک ہو جائیں مگر خدا کی زندگی میرے لئے کافی ہے!

لقد ذاق ہذا الموت من کان قبلنا   ونحن نذوق الموت من بعد ذالک

ہم سے پہلے یہ موت چکھ چکے ہیں، ہم بھی اُنکے بعد موت چکھیں گے!

فان مت فاذکرنی بذکر محبب   فقد کان جمانی رضاک مسالکی

اگر میں مر جاؤں تو مجھے محبت سے یاد رکھنا، کیونکہ تمھاری خوشنودی کے لئے میری راہیں بے شمار تھیں۔

والا، ففی دبر الصلوۃ بدعوۃ   یلقی بہا المسجون فی نار مالک

یہ نہیں تو کم سے کم ہر نماز کے بعد دعا میں یاد رکھنا کہ جس سے جہنم کے قیدی کو کچھ نفع پہونچے۔

علیک سلام اللہ حیاً ومیتاً   ومن بعد ما تحیا عتیقا لمالک

تجھ پر ہر حال میں اللہ کی سلامتی ہو، جیتے جی، مرے پیچھے، اور جب دوبارہ زندہ کئے جاؤ!

سکرات موت کے شدائد

حضرت حسن بصری عیادت کو آئے تو حجاج نے اُن سے اپنی تکلیفوں کا شکوہ کیا۔ حسن نے کہا "میں تجھے منع نہیں کرتا تھا کہ نیکوکاروں کو نہ ستا، مگر افسوس تو نے نہیں سُنا" حجاج نے خفا ہو کر جواب دیا "میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ اس مصیبت کے دور ہونے کی دعا کر۔ میں تجھ سے یہ دعا چاہتا ہوں کہ خدا جلد میری روح قبض کرلے اور اب زیادہ عذاب نہ دے!"

اسی اثناء میں ابو منذر یعلی بن مخلد مزاج پرسی کو پہنچے۔

"حجاج! موت کے سکرات اور سختیوں میں تیرا کیا حال ہے؟" اُنھوں نے سوال کیا۔

"اے یعلی!" حجاج نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا "کیا پوچھتے ہو شدید مصیبت! سخت تکلیف! ناقابل بیان الم! ناقابل برداشت درد! سفر دراز! توشہ قلیل! آہ! میری ہلاکت! آہ! میری ہلاکت! اگر اُس جبار و قہار نے مجھ پر رحم نہ کھایا!"

ابو منذر کی بے لاگ تقریر

ابو منذر نے کہا "اے حجاج! خدا اپنے اُنھیں بندوں پر رحم کھاتا ہے جو رحم دل اور نیک نفس ہوتے ہیں۔ اُس کی مخلوق سے بھلائی کرتے ہیں، محبت کرتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو فرعون و ہامان کا ساتھی تھا۔ کیونکہ تیری سیرت بگڑی ہوئی تھی۔ تو نے اپنی

ملت ترک کردی تھی - راہ حق سے کٹ گیا تھا - صالحین کے طور طریقہ سے دور ہوگیا تھا - تونے نیک انسان قتل کرکے اُن کی جماعت فنا کر ڈالی - تابعین کی جڑیں کاٹ کر اُن کا پاک درخت اکھاڑ پھینکا - افسوس تو نے خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت کی - تو نے خون کی ندیاں بہادیں - جانیں لیں - آبروئیں برباد کیں - کبر و جبر کی روش اختیار کی - تونے نہ اپنا دین ہی بچایا ' نہ دنیا ہی پائی - تو نے خاندان مروان کو عزت دی ' مگر اپنا نفس ذلیل کیا - اُن کا گھر آباد کیا ' مگر اپنا گھر ویران کرلیا - آج تیرے لیے نہ نجات ہے نہ داد فریاد - کیونکہ تو آج کے دن اور اِس کے بعد سے غافل تھا - تو اِس امت کے لیے مصیبت اور قہر تھا - اللہ کا ہزار ہزار شکر کہ اُسنے تیری موت سے امت کو راحت بخشی ' اور تجھے مغلوب کرکے اُسکی آرزو پوری کردی ! "

(حجاج کی عجیب رحمت طلبی !)

راوی کہتا ہے - حجاج یہ سن کر مبہوت ہوگیا : دیر تک سناٹے میں رہا - پھر اُس نے ٹھنڈی سانس لی ' آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے ' اور آسمان کی طرف نظر اُٹھاکر کہا :

" الٰہی ! مجھے بخش دے ! کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ تو مجھے نہیں بخشے گا ! " پھر یہ شعر پڑھا :

رب ان العباد قد أيأسوني　　و رجائي لک الغداة عظيم !

الٰہی ! بندوں نے مجھے نا امید کرڈالا ' حالانکہ میں تجھہ سے بڑی ہی امید رکھتا ہوں !

یہ کہکر اُسنے آنکھیں بند کرلیں -

اسمیں شک نہیں ' رحمت الٰہی کی بے کنار وسعت دیکھتے ہوئے اُسکا یہ انداز طلب ایک عجیب تاثیر رکھتا ہے اور اِس باب میں بے نظیر مقولہ ہے - یہی وجہ ہے کہ جب حضرت حسن بصری سے حجاج کا یہ قول بیان کیا گیا تو وہ پہلے تو متعجب ہوے " کیا واقعی اُسنے یہ کہا ؟ " کہا گیا " ہاں اُسنے ایسا ہی کہا ہے " فرمایا " تو شاید ! " (یعنی شاید اب بخشش ہو جائے)

اطلاع

اس نمبر کے تمام فارم طیار ہوچکے تھے - صرف آخری چو صفحہ باقی تھا کہ ایک حادثہ کی وجہ سے خوشنویس اپنے وطن چلے گئے ' اور اُن کی جگہ جس خوشنویس سے کتابت کا انتظام کیا گیا ' وہ بھی بروقت کام نہ کر سکے - نتیجہ یہ نکلا کہ اُن تمام مضامین کی کتابت رہگئی جو آخری چو صفحہ میں دیے جاتے ہیں - ممکن تھا کہ یہ تمام حصہ کمپوز کراکے شامل کردیا جاتا ' لیکن اسکی وجہ سے ایک دن کی تاخیر ہوجاتی - چونکہ اب ہم سب سے زیادہ ضروری بات رسالہ کی بروقت اشاعت سمجھتے ہیں - اسلیے یہی مناسب نظر آیا کہ یہ نمبر ۲۲ صفحہ ہی کا شائع کردیا جاے ' مگر اشاعت میں تاخیر نہو - انشاء اللہ اسکی تلافی آیندہ اشاعت میں ہوجائیگی - اب خوشنویسوں کا بھی ایسا انتظام کر لیا گیا ہے کہ آیندہ رکاوٹ پیش نہ آے - منیجر

مراسلہ

لکھنو سے ایک انگریزی روزانہ کا اجراء

لیمیٹڈ کمپنی

هندوستان میں صوبہ جات متحدہ آگرہ و اودہ کا جو اہم مرتبہ ہے وہ محتاج تشریح نہیں - مگر صوبۂ هذا کے مسلمانوں کی انتہائی بد نصیبی ہے کہ اس زمانہ میں جب کہ اُن کو قدم قدم پر ایک حقیقی رهنما و همدرد وکیل کی ضرورت ہے ' اُن کے پاس ایک بھی روزانہ انگریزی اخبار نہیں ہے -

الہ آباد اور علیگڑہ سے دو انگریزی اخباروں کے نکالنے کی کوشش ہوئی مگر اول الذکر محض تجارتی اغراض لیکر دنیا میں آیا تھا اور مؤخر الذکر اگرچہ اسلام کے تعلیمی مرکز سے جاری ہوا ' مگر اس میں بد قسمتی سے شخصی عنصر اس درجہ غالب تھا کہ وہ ترقی نہ کر سکا - دونوں جس بے سروسامانی کی حالت میں آئے تھے اُسی طرح رخصت ہوگئے - اُن کی موت نے افسوس ناک نتائج پیدا کردیے - یعنی مسلمانوں کو اپنے روزانہ انگریزی اخبارات سے بد ظنی پیدا ہوگئی - جس کے باعث معقول انگریزی روزانہ اخبار اب تک نہیں نکل سکا - چنانچہ اس وجہ سے اور کچھہ اس سبب سے کہ جناب آنریبل سید رضا علی صاحب پبلک سروس کمیشن کے ممبر ہوگئے تھے - انگریزی روزانہ اخبار کی وہ اسکیم جو وسط سنہ ۱۹۲۶ع میں لکھنو میں طیار ہوئی تھی عملی جامہ نہ پہن سکی - لیکن اس ایک برس کی مدت سیاسی نقطۂ نظر سے نہایت اہم ثابت ہوئی - اور موجودہ اور آنے والی پیچیدگیوں نے قوم کے رهنماؤں کو مجبور کیا کہ وہ آنریبل سر مہاراجہ صاحب بہادر محمودآباد کی سرکردگی میں معقول سرمایہ اور بہترین اسٹاف کے ساتھہ مسلمانوں کا انگریزی روزانہ اخبار لکھنؤ سے جاری کریں - یہ اسکیم نہایت شاندار ہے جو نہ صرف مسلمانوں کے ایک زبردست روزانہ انگریزی اخبار اور بہترین پریس کی حامل ہوگی ' بلکہ مسلمانوں کی ذاتی منفعت کا بھی معقول ذریعہ ثابت ہوگی -

ایک کمپنی قائم کی گئی ہے جس کے ڈائرکٹر حسب ذیل ہیں :

سر مہا راجہ صاحب بہادر والی محمود آباد - سر سید علی امام صاحب بیرسٹر ایٹ لا - پٹنہ - راجہ صاحب نانپارہ ضلع بہرائچ - آنریبل راجہ نواب علی خاں صاحب تعلقہ دار - ممبر کونسل آف اسٹیٹ - مولوی محمد نسیم صاحب - بی - اے - ایڈوکیٹ لکھنؤ -

کمپنی کے ڈائرکٹروں کی اسکیم نہایت تجربہ کار اور واقف کار اصحاب نے تیار کی ہے ' اور ایک اعلیٰ درجہ کے پریس اور انگریزی اخبار کے اجراء کا مشورہ دیا ہے - پریس انگریزی اور اُردو ہر قسم کا بہترین کام کریگا - پریس اور اخبار کے انتظامات صرف معتبر اور آزمودہ کار هاتھوں میں رہینگے - چنانچہ ایڈیٹوریل اور انتظامی خدمات کے لیے بہترین اشخاص منتخب کیے گئے ہیں - اور اسکیم میں کثیر منافع کا پہلو رکھا گیا ہے تاکہ جو لوگ کمپنی کے حصص خریدیں اُن کو منافع کی شکل میں معقول مالی فائدہ پہونچتا رہے -

کمپنی کے متعلق پراسپکٹس انگریزی اور اُردو میں چھپ رہے ہیں - حصوں کے خریداری کے فارم بھی تیار ہیں - مسٹر حسن عابد جعفری رکن بیرسٹر ایٹ لا سے محمود آباد هاؤس قیصر باغ لکھنو کے پتہ پر ملسکتے ہیں - اور اُنھی سے تمام مزید حالات بھی معلوم ہو سکتے ہیں -

خاکساران

آل نبی - محمد یعقوب - تصدق احمد خاں - وغیرہ

ان تمام اصحاب کیلیے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیا کا شوق رکھتی هین

دنیا مین عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

هے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار' پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں' پرانی تصویریں' پرانے سکے اور نقوش' پرانے زیور' آرائش و تزئین کا هر قسم کا سامان' اور هر طرح کے پرانے صنعتی عجائب و نوادر' اگر آپ کو مطلوب هیں' تو هم سے خط و کتابت کیجیے - کم از کم هماری نمایش گاهوں اور ذخائر کی فہرستیں هی منگوا لیجیے - اهل علم اور اهل دولت' دونوں کیلیے همارا ذخیرہ قیمتی هے -

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا هے -

دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر' شام' فلسطین' هندوستان' ایران' ترکستان' چین' وغیرہ ممالک میں همارے ایجنٹ همیشہ گردش کرتے رهتے هیں -

با این همه

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں هیں !

براعظم یورپ ، امریکہ ، اور مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل' کتب خانے' اور عجائب خانے' هم سے نوادر حاصل کرتے رهتے هیں - قاهرہ کے نئے ایوان شاهی کے نوادر ابھی حال میں هم هی نے فراهم کیے هیں -

اگر آپکے پاس نوادر موجود هوں

تو آپ فروخت کرنے کیلیے بھی پہلے هم هی سے خط و کتابت کیجیے - بہت ممکن هے کہ همارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپسے مل سکے -

مطبوعات الهـلال بك ايجنسى

معارف ابن تيميه و ابن قيم

ديني علوم كى بيش بها جواهر ريزى

اس سلسلہ میں ہم نے اسلامیین کی ان نادر و اعلیٰ درجہ کی، بلند پایہ عربی تصانیف کے اُردو تراجم کا سلسلہ شروع کیا ہے، جنکا مطالعہ اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے لیے نہایت ضروری و ناگزیر ہے - امید کہ یہ "سلسلۂ تراجم" بد نصیب ہندوستان کی دماغی اصلاح کا کام دے :

اُسوۂ حسنہ ــــ امام ابن قیم کی فن سیرت میں شہرہ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے حصہ [illegible] کا اُردو ترجمہ - بلا جلد ۲ روپے مجلد اڑھائی روپیہ -

کتاب الوسیلہ ــــ لفظ "وسیلہ" کی بحث کے علاوہ امام ابن تیمیہ نے اسلام کے [illegible] "توحید" کی [illegible] ہے - بلا جلد اڑھائی روپیہ، مجلد سوا تین روپیہ -

اصحاب صفہ ــــ انکی تعداد، ذریعہ معاش، طریق عبادت اور [illegible] مفصل حالات بیان کیے ہیں دس آنے -

تفسیر سورۃ الکوثر ــــ امام ابن تیمیہ کے مخصوص انداز تفسیر کا اُردو ترجمہ - [illegible] -

العروۃ الوثقیٰ ــــ خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ کا فرق بدلائل بیان کیا ہے [illegible] آنے -

سیرت امام ابن تیمیہ ــــ حضرت امام کے ضروری حالات زندگی نہایت خوشی [illegible] سے بیان کیے ہیں [illegible] آنے

نجد و حجاز ــــ [illegible] رشید رضا مصری کی [illegible] کا اُردو ترجمہ - [illegible] -

آئمہ اسلام ــــ ترجمہ رفع الملام عن ائمۃ الاعلام (زیر طبع)

خلاف الامۃ ــــ فی العبادات (زیر طبع)

صبح سعادت ــــ یہ ایک علمی، اسلامی، سہ ماہی رسالہ ہے جس کے خریدار ہم نے کمال کوشش و کاوش سے اُردو، عربی، فارسی، انگریزی، اور دوسری زبانوں کی تمام اہم اور اعلیٰ مطبوعات کے متعلق بہترین تازہ معلومات بہم پہنچانے کا اہتمام کیا ہے - اسکے علاوہ آئمہ و اسلام و بزرگان دین کے حالات، لطائف، افسانہ، نظمیں اور ممالک اسلامیہ کے معتبر ذرائع سے حاصل کیے ہوئے حالات درج کیے جاتے ہیں - فی پرچہ ۸ آنہ سالانہ ۲ روپیہ پیشگی -

منیجر الهـلال بك ايجنسى

(حلقه نمبر ۲۴ شیرانواله دروازه لاهور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB

السحر الحلال
فی
مجلدات الهلال

گاہ گاہے باز خواں این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

اردو صحافت کی تاریخ میں الہلال ہی وہ رسالہ ہے جو اپنی تمام ظاہری اور باطنی خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تھی -

الہلال اگرچہ ایک ہفتہ وار مصور رسالہ تھا، لیکن چونکہ وہ اردو صحافت کی مختلف شاخوں میں اجتہاد نظر و فکر کی نئی روح پیدا کرنی چاہتا تھا، اس لئے اس کا ہر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعہ تھا - اس کے ہر نمبر میں مختلف ابواب، مذہب، سیاست، ادبیات، علوم و فنون، اور معلومات عامہ کے ہوتے تھے - اور اسکا ہر باب اپنی مجتہدانہ خصوصیات کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہوتا تھا - [illegible] ظاہری خوبی اور صحافت میں [illegible] طباعت و [illegible] ہفتہ وار رسالہ تھا، جس [illegible] کا اندراج [illegible] کی وجہ سے بہت سی [illegible] پیدا ہوئیں جو [illegible] اس کی جلدیں جدید اردو علم [illegible] سیاسی اور اجتماعی مواد و مباحث کا بہترین [illegible] ان کی [illegible] بعض شائقین [illegible] ادب نے اس کی تمام جلدوں کا [illegible] سات سو روپیہ میں [illegible] جلد مکمل [illegible] حیدرآباد سے [illegible] لئے ہیں وہ بڑی سے بڑی قیمت پر بھی [illegible] نہیں پہنچتے تھے "البلاغ پریس" [illegible] میں [illegible] تو ایک ذخیرہ الہلال کے پرچوں کا [illegible] ہم نے کوشش کی کہ شائقین علم و ادب کے لئے [illegible] جلدیں مرتب کی جا سکتی ہیں مرتب کرلی جائیں اور جن جلدوں کی تکمیل میں ایک دو پرچوں کی کمی ہو انہیں دوبارہ چھپوا لیا جائے -

چنانچہ الحمدللہ یہ کوشش ایک حد تک مشکور ہوئی اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کی جلدیں پوری مکمل ہوگئی ہیں - ہم اس اعلان کے ذریعہ شائقین علم و ادب کو آخری موقعہ دیتے ہیں کہ اس قیمتی ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدی کریں، چونکہ جلدوں کی ایک بہت ہی محدود تعداد مرتب ہوسکی ہے اس لئے صرف انہیں درخواستوں کی تعمیل ہوسکے گی جو سب سے پہلے پہونچیں گی - ہر جلد مجلد ہے اور ابتدا میں تمام مضامین کی انڈکس بہ ترتیب حروف تہجی لگادی گئی ہے

الہلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیہ — الہلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیہ
" " " چہارم ۱۰ روپیہ — " " " پنجم ۱۰ روپیہ

جلد "البلاغ" (جب دوسری مرتبہ الہلال اس نام سے شائع ہوا) قیمت ۸ روپیہ

علاوہ جلد اول کے ہر جلد کے متفرق پرچے بھی موجود ہیں جن میں سے ہر پرچہ اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعہ علم و ادب ہے - قیمت فی پرچہ ۸ - آنہ - محصول ڈاک و پیکنگ اس کے علاوہ ہے -

منیجر "البلاغ پریس"

دنیا کي بہترین کتابوں کیلئے بہترین رهنما:

ٹائمز اف لندن کا ادبي ضمیمہ

یہ ضمیمہ دنیا کي تمام کتابوں پر هفتہ وار دلچسپ اور رفیع تبصرہ کرتا ہے -

اسکا معیار نقد علمي حلقوں میں مسلم ہے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي [illegible] هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف [illegible] ہے

اپنے [illegible] کہ وہ ٹائمز لندن کا [illegible] ادبي ضمیمہ آپکے لئے مہیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے [illegible] طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري ہے کہ

ٹائمز اف لندن کا تعلیمي ضمیمہ مطالعہ کرے

اگر آپ چاهتے هیں کہ فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نہ رهیں ' تو آپکو یہ ضمیمہ بلا ناغہ مطالعہ میں رکھنا چاهیے -

یہ هر هفتہ اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا ہے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے -

ورنہ

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں کہ یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیداوار بھیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تھوڑي سي محنت اور تھوڑا سا سرمایہ لیکر ایک وسیع کاروبار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بھید سیکھنے چاهئیں ' هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکہ کے تمام کارخانوں اور انجمنوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے

اگر آپ چاهتے هیں کہ بہت تھوڑا سا وقت خرچ کرکے یہ ساري [illegible] معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے کہ [illegible] هم یہ کام بہ حیثیت ایک ماهر فن کے [illegible] کے بعد هي آپکو معلوم هوجائیگا کہ [illegible] هم اس درجہ مفید هیں ؟

[illegible] تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں

M. R. MARSDEN & CO

Post Box 708.

Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گوشت [illegible] کو خشک کرنے اور [illegible] کو محفوظ رکھنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانہ میں تیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یہ بڑا کارخانہ ہے - مندرجہ بالا پتہ پر خط و کتابت کیجیے -

[illegible]

[illegible] ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بہترین طریقہ وہ ہے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشہور ہے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانہ سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA
EDITOR : MAULANA ABU-AL-KALAM AZAD.